ضبط و ترتیب: حمزہ احسانی

قلمی جہاد......تحریری خدمات......اور......
اکابرین کا خراج تحسین

حضرت اقدس داداجان رحمہ اللہ نے فرق ضالہ باطلہ کے رد میں بیسیوں کتب تصنیف فرمائیں، ہر کتاب کے شروع میں آپ اپنی کتاب کا چند سطری مگر نہایت ہی جامع تعارف تحریر فرماتے تھے، جس سے قاری کے سامنے گویا پوری کتاب کا خلاصہ آجاتا تھا۔ قارئین کے افادہ کے لیے ہر کتاب کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔ ساتھ میں آپ رحمہ اللہ کی کتب پر اکابرین کی تقاریظ کا خلاصہ بھی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کا درس قرآن اور ترمذی شریف کی تقاریر بھی زیور طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں۔ نیز بخاری شریف کی ابتدائی املائی کاپی بھی طبع ہو کر منظر عام پر آچکی ہے ان کا مختصر تعارف بھی پیش کیا گیا ہے۔

نوٹ: ہر فتنہ سے متعلق کتب کو ایک باب میں بند کیا گیا ہے، تاکہ قارئین بآسانی ایک فتنہ کے متعلق کتب یکجا ملاحظہ فرما سکیں۔ اور ہر فتنہ سے متعلق چند سطری تعارف داداجان رحمہ اللہ کی تفسیر "ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن" اور خادم کے والد گرامی کی تالیف لطیف "برصغیر میں اسلام کی آمد و اشاعت" سے شذرات کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ واللہ الموفق

﴿1﴾............﴿دروس القرآن﴾............

جیسا کہ قارئین کرام سوانح میں ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ حضرت اقدس داداجان رحمہ اللہ کے چار قسم کے دروس قرآن میں سے سب سے عام فہم اور عوامی درس جامع مسجد اہل السنۃ والجماعۃ (گکھڑ منڈی) میں مسلسل نصف صدی تک بعد نماز فجر دیا جانے والا درس ہوتا تھا۔ جسے پابندی سے ریکارڈ کیا جاتا رہا وہ درس پنجابی زبان میں ہوتا تھا، اب مولانا محمد نواز بلوچ صاحب اسے کیسٹوں سے نقل کر کے اس کا اردو ترجمہ کر رہے ہیں اور اس قیمتی سرمایہ کو کتابی شکل میں عوام تک پہنچانے کی سعادت حضرت رحمہ اللہ کے خادم خاص میر محمد لقمان اللہ صاحب حاصل کر رہے ہیں۔ فجزاھما اللہ تعالیٰ خیراً۔

''ذخیرۃ الجنان، فی فھم القرآن'' کے نام سے چھپنے والے ان دروس کی آٹھویں جلد جوسورۃ الانفال اورسورۃ التوبہ پر مشتمل ہے منظرِ عام پرآچکی ہے۔

اورحضرت داداجان رحمہ اللہ رمضان شعبان کی سالانہ چھٹیوں میں جودورہ تفسیر پڑھایا کرتے تھے وہ بھی کاپیوں اورکیسٹوں کی صورت میں محفوظ ہے جس پر عم مکرم، جانشین امام اہل السنۃ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقدوس خان قارن مدظلہ کام کررہے ہیں ان شاءاللہ العزیز عنقریب وہ بھی ''الخیرات'' کے نام سے منظرعام پرآجائیگا۔

﴿2﴾......﴿شروحات حدیث﴾......

﴿1﴾ اِحسَانُ البَارِیْ لِفَھمِ البُخَارِیْ: [صفحات 172] (مرتب: مولانا رشید الحق خان عابد مدظلہ)

جس میں بخاری شریف کی ابتدائی اوربنیادی باتیں اوراصطلاحات، علم حدیث کی حجیت، تعریف، موضوع اورغرض وغایت اوردیگر کئی ضروری اصطلاحات اورحضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے ضروری حالات، صحیح بخاری کادرجہ، کتاب الوحی اورکتاب الایمان کی ضروری ابحاث اس میں باحوالہ قارئین کرام کوملیں گی۔

یہ حصہ طبع ہوچکا ہے۔ اس کے علاوہ بھی داداجان رحمہ اللہ جوبخاری شریف پڑھاتے رہے آپ کے اسباق کیسٹوں میں محفوظ ہیں، انہیں کیسٹوں سے نقل کرکے قابل اشاعت بنانے کاکام احقر کے تایاجان مولانا عبدالقدوس خان قارن انجام دے رہے ہیں ان شاءاللہ عنقریب وہ بھی منظرعام پرآجائے گا۔ قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

﴿2﴾ ''خزائن السنن'' مع مقدمہ '' دفائن السنن''(جلداول): [صفحات 560]
(مرتب: مولانا رشید الحق خان عابد مدظلہ)

ترمذی شریف کی مع اضافات کی تقریروں کا مجموعہ جوحضرت داداجان رحمہ اللہ ترمذی شریف پڑھاتے وقت مختلف سالوں میں بیان کرتے رہے۔ جن کوخادم (راقم) کے چچا مولانا رشید الحق خان عابد مدظلہ (سابق مدرس: مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ) نے مرتب کیا اورکئی مقامات پراصل عبارات کے ساتھ تقابل بڑی محنت کے ساتھ خادم (راقم) کے تایاجان شیخ الحدیث مولانا عبدالقدوس خان قارن مدظلہ نے کیا۔ اوربعض اغلاط کی تصحیح کی، مگرپھربھی طبع اول میں کتابت کی اوربعض حوالہ جات کی اغلاط رہ گئی تھیں طبع دوم کے لیے حضرت اقدس داداجان رحمہ اللہ نے بیماری، پیرانہ سالی اورگوناگوں مصروفیات کے باوجودخود اُن اغلاط کی تصحیح فرمائی اورفن حدیث اورسند سے متعلق ضروری اصطلاحات پرمشتمل نہایت علمی مقدمہ کا

اضافہ فرمایا۔شائقین علم حدیث کے لیے یہ تقاریر گرانقدر علمی ذخیرہ ہے۔

اس کے علاوہ شیخ الحدیث مولانا عبدالقدوس خان قارن مدظلہ نے ترمذی شریف کی بیوع (خرید وفروخت) سے متعلق ابحاث جن کا شمار مشکل ترین ابحاث میں ہوتا ہے،جس کی وجہ سے طلبہ وطالبات کو خاصی دشواری پیش آتی ہے۔بفضلہٖ تعالیٰ ان ابحاث کو عام فہم وآسان انداز میں بیان کردیا ہے،جس سے نہ صرف حدیث پڑھنے والے طلبہ وطالبات بلکہ عام پڑھے لکھے حضرات بالخصوص تاجر حضرات بھی استفادہ کرسکتے ہیں اور اپنی تجارت کو شرعی احکامات کے دائرہ میں رکھنے کے لیے اس کتاب سے راہنمائی حاصل کرسکتے ہیں۔

﴿3﴾............﴿سیرت﴾............

﴿3﴾آئینۂ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم:

حفظ وناظرہ وابتدائی مدارس کے طلبہ وطالبات اور عام مسلمانوں کے لیے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (عقائدو عبادات اور اخلاق ومعاملات جیسے موضاعات پر فرامین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں مختصر مگر ضروری بحث) پر مشتمل رسالہ۔

جس طرح آئینہ اور شیشہ دیکھ کر انسان اپنے چہرے بشرے کے خدوخال ملاحظہ کرسکتا ہے اسی طرح ایک عام مسلمان اس کتابچہ میں درج شدہ عقائد واعمال،اخلاق ومعاملات کے محمدی آئینہ میں اپنی روحانی اور باطنی صورت بھی دیکھ لینی چاہیے کہ کہاں تک اس میں حسن وزیبائش موجود ہے اور کہاں تک اس میں بدعقیدتی اور سؤ معاملہ کے بدنما داغ ہیں۔

﴿4﴾............﴿تبلیغ وجھاد﴾............

﴿4﴾تبلیغ اسلام:

جس میں قرآن کریم اور حدیث شریف کے روشن حوالوں سے ’’امر بالمعروف‘‘ اور ’’نھی عن المنکر‘‘ کی اہمیت،صداقت،اسلام،طریقۂ تبلیغ،امت مرحومہ کی حق گوئی،جماعتی زندگی کا مفہوم،مبلغین کا رتبہ،ہستئ باری تعالیٰ کا عقلی ونقلی ثبوت،ایمان مفصل کی ضروری تشریح وغرض رسالت،آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ اور شان اور کتب سابقہ سے آپ کے حق میں بشارات اور آپ سے پہلے دنیا کی حالت اور اس سلسلہ کے دیگر کئی اہم مسائل واحکام نہایت سلجھے ہوئے رنگ میں پیش کیے گئے ہیں۔یہ کتاب خالص تبلیغی اور اصلاحی جذبہ سے لکھی گئی ہے۔

﴿5﴾شوق جھاد:

یہ رسالہ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے موقع پر تحریر کیا گیا تھا۔(اور گکھڑ کے ایک صاحب نے چھپوا کر پاک فوج میں تقسیم کیا تھا۔)اس مختصر کتابچہ میں جنگ اور اُس کے بعض ضروری پہلوؤں (فضائل

واصول وغیرہ) پر باحوالہ بحث کی گئی ہے۔تاکہ ایک طرف مسلمانوں میں جہاد کا جذبہ جو اس وقت خاصا ابھر چکا ہے، مزید فروغ پائے اور مجاہدین اسلام ان ٹھوس واقعات کو پڑھ کر اپنے ایمان کو تازہ کریں اور جہاد کی تڑپ کو جلا دیں اور دوسری طرف باحوالہ تاریخی واقعات کو پڑھ پڑھ کر لطف اندوز ہوں اور ان کے پاس ہر واقعہ کا باقاعدہ ثبوت اور سند موجود ہو، واقعہ محض افسانہ ہی نہ ہو۔

تبلیغ و جہاد کے بارے میں دادا جان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''جہاد کی کئی قسمیں ہیں۔[۱] سب سے بڑا جہاد قرآن کریم پڑھنا پڑھانا، اس کو سمجھنا سمجھانا، اس کی تبلیغ کرنا اور اس کی نشر و اشاعت کرنا ہے۔اس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاد کبیر فرمایا ہے ''وجاهدهم به جهاداً كبيراً'' [پ:۱۹]۔''اور جہاد کرو ان کے ساتھ اس قرآن کے ذریعے بڑا جہاد''۔[۲] پھر کفار کے مقابلے میں لڑنا بھی جہاد ہے کہ اس کے بغیر بھی چارہ نہیں ہے۔لڑنے والے مجاہد ہیں۔[۳] تقریر و تحریر کے ذریعے اسلام کا دفاع کرنا بھی جہاد ہے۔(اسی طرح تبلیغ کی بھی کئی قسمیں ہیں۔)[۱] سب سے بڑا شعبہ تو دین کی تعلیم ہے[۲] لوگوں کو تقریر کے ذریعے دین کی دعوت دینا بھی تبلیغ ہے۔[۳] تحریر کے ذریعے دین کی دعوت دینا بھی تبلیغ ہے۔بعض سادہ قسم کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ''تبلیغ صرف وہ ہے جو تبلیغی جماعت والے کرتے ہیں اور کوئی تبلیغ نہیں کرتا''۔(یہ غلط ہے) جو وقت نکال کر باہر جاتے ہیں وہ بھی مبلغ ہیں اور جو اپنی جگہ رہ کر اصلاح کرتے ہیں وہ بھی مبلغ ہیں۔اصل جہاد اور تبلیغ قرآن پاک کی تعلیم اور اس کے لیے مدرسے قائم کرنا ہے باقی ان کے شعبے ہیں۔[ذخیرۃ الجنان جلد ۸ ص 65]

فلسفۂ جہاد:

سورۃ الانفال کی آیت ''وقاتلوهم حتىٰ لاتكون فتنة'' کی تفسیر میں فلسفۂ جہاد بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

''جہاد سے مقصود نہ ملک حاصل کرنا ہے نہ قتل و غارت مقصود ہے اور نہ ہی مالِ غنیمت کا حصول مقصود ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے دین کو نافذ کرنا اور اللہ کے نام کو بلند کرنا مقصود ہے۔فرمایا ''تم لڑو یہاں تک کہ نہ رہے کوئی فتنہ'' سب سے بڑا فتنہ کفر اور شرک ہے۔کفر و شرک باقی نہ رہے اس کے علاوہ بھی جتنے فتنے ہیں سب ختم ہو جائیں۔اللہ تعالیٰ کے دین کو نافذ کرنے کے لیے جو شخص لڑتا ہے وہ مجاہد ہے۔جیسے افغانستان کے طالبان۔[''ذخیرۃ الجنان'' جلد ۸ صفحہ ۶۵]

فرضیت جہاد:

سورۃ النساء کی آیت ''فليقاتل فى سبيل الله الذين....الخ'' کی تفسیر میں ''جہاد'' کی فرضیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''جہاد اپنے ملک میں ہو تو فرض ہے، مثلاً ہندوستان یا اور کوئی ہمارے ملک پر حملہ کر دے تو فرض عین ہو جائے گا، اور جب فرض عین ہو جائے تو پھر کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے، حتیٰ کہ اولاد کو ماں باپ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے، جس طرح نماز فرض عین ہے، روزہ فرض عین ہے، لہٰذا ان چیزوں میں آدمی کسی سے اجازت لینے کا پابند نہیں ہے کہ یہ کام وہ ماں باپ سے پوچھ کر کرے یا عورت اپنے خاوند سے پوچھ کر کرے، بالکل نہیں! مسلمان مرد و عورت جب عاقل بالغ ہو اُس پر نماز، روزہ فرض ہے، از خود کرے اور عام حالات میں (جہاد) اگر ملک سے باہر ہو تو فرض کفایہ ہے، جیسے کشمیر، عراق یا افغانستان وغیرہ ممالک میں۔ فرض کفایہ کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت جہاد کر رہی ہے تو یہ دوسروں کی طرف سے کفایت ہے، باقی گنہگار نہیں ہوں گے، جس طرح تبلیغ فرض کفایہ ہے۔ [ذخیرۃ الجنان جلد۴ ص۱۵۲]

﴿5﴾......﴿رد رافضیت﴾......

یہ فتنہ امت مسلمہ میں پیدا ہونے والا سب سے پہلا اور قدیم فتنہ ہے۔ تین وجوہ سے اس پر علماء امت اور اکابرین اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند نے فتویٰ کفر جاری کیا۔

چنانچہ حضرت اقدس دادا جان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے ''ردِ روافض'' میں رافضیوں کے مسلمان نہ ہونے کے تین وجوہ بیان فرمائے ہیں۔ [۱] وہ اس قرآن کو اصلی قرآن نہیں مانتے۔ اور ظاہر بات ہے کہ جو شخص موجودہ قرآن کو اصلی قرآن نہ مانے وہ کیسے مسلمان ہو سکتا ہے؟ [۲] یہ مہاجرین وانصار صحابہ کو کافر کہتے ہیں جبکہ رب تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا ہے ''اولئک هم المؤمنون حقاً'' یہ پکے مومن ہیں۔ اور چھبیسویں پارے میں فرمایا ''لقد رضی الله عن المومنين اذ يبايعونک تحت الشجرة'' البتہ تحقیق راضی ہو گیا اللہ ان ایمان والوں سے جنہوں نے آپ کی بیعت کی درخت کے نیچے۔ [۳] یہ ائمہ کو معصوم مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اماموں پر وحی نازل ہوتی ہے۔ تو پھر نبی اور امام میں کیا فرق ہوا؟ گویا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بارہ نبی مانتے ہیں یہ ختم نبوت کا انکار ہوا۔ [ذخیرۃ الجنان جلد۸ ص۱۲۸]

اور ''فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلٰث وربٰع'' کے تحت رافضیوں اور خارجیوں کے باطل نظریہ کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''خارجی اور رافضی کہتے ہیں کہ ایک آدمی بیک وقت اٹھارہ (18) بیویاں رکھ سکتا ہے'' اور وہ مغالطہ اس طرح دیتے ہیں کہ ''دیکھو! ''مثنیٰ'' کا معنیٰ ہے ''دو، دو'' تو ''چار'' (4) ہو گئیں، اور ''ثلٰث'' کا معنیٰ ہے ''تین، تین'' تو ''چھ'' (6) ہو گئیں، اور ''چھ'' (6) اور ''چار'' (4) ''دس'' (10) اور ''ربٰع'' کے

معنیٰ ہیں ''چار، چار'' تو ''آٹھ'' (8) ہوگئیں، اور ''دس'' (10) اور ''آٹھ'' (8) ''اٹھارہ'' (18) ہوگئیں۔۔۔۔ !لہٰذا ایک آدمی کے لیے بیک وقت اٹھارہ (18) بیویوں سے نکاح جائز ہے۔ جبکہ ''امام علی ابن حسین'' جن کو ''زین العابدین'' کہتے ہیں اور اہل تشیع کے چوتھے امام ہیں ان سے اس آیت کریمہ کی تفسیر ''بخاری شریف'' میں اس طرح منقول ہے ''وہ فرماتے ہیں کہ ''مثنیٰ'' سے مراد ''دو، دو'' نہیں ہے بلکہ صرف ''دو'' مراد ہیں اور یہاں ''واؤ'' بمعنیٰ ''او'' کے ہے۔'' اور مطلب یہ ہوگا کہ دو سے نکاح کرو یا تین سے یا چار سے۔ [ذخیرۃ الجنان جلد ۴ص ۵]

﴿6﴾ اَلْکَلَامُ الْحَاوِیْ فی تحقیق عبارۃ الطحاوی:

فقہ حنفی کے چوتھے بڑے امام ابوجعفر احمد بن محمد بن سلمہ (المتوفی ۳۲۱ھ) کی معروف کتاب ''شرح معانی الآثار''، المعروف ''طحاوی شریف'' کی ایک عبارت سے بعض اکابر کو یہ شبہ گزرا کہ امام طحاوی رحمہ اللہ شاید دیگر ائمہ اہل السنۃ کے برعکس اہل بیت رسول (سادات و بنی ہاشم) کے لیے زکوٰۃ وصدقات لینا جائز خیال کرتے ہیں، داداجان نے اُن کے اس مغالطے کی تردید کی ہے۔ کتاب کے آخر میں ''تشیع کا اجمالی نقشہ'' کے عنوان سے شیعہ کے عقائد ونظریات پر مشتمل 21 صفحات پر مشتمل ضمیمہ بھی شامل ہے۔

اس کتاب میں بڑی تحقیق اور جستجو سے صحیح احادیث، حضرات صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، ائمہ اربعہؒ، اور مختلف مکتب فکر کے جمہور فقہاء کرامؒ سے باحوالہ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سادات کے لیے زکوٰۃ، عشر، نذر اور اسی طرح واجب قسم کا کوئی بھی صدقہ جائز نہیں اور جن حضرات کو حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ کی جس عبارت سے جواز کا شبہ ہوا ہے اس کو خوب واضح کیا گیا ہے کہ وہ ہرگز جواز کے قائل نہیں ہیں، نیز دیگر کئی ضمنی اور علمی وتحقیقی ابحاث ہیں جو صرف پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل.

<u>شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ:</u>

مصنف ممدوح نے موجودہ وقت کی بڑی ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔

<u>حضرت مولانا احمد علی سعید صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:</u>

مصنف نے جس تحقیق اور تدقیق سے کام لیا ہے وہ قابل داد ہے۔ اور ضرورت تھی کہ تحقیق اور وضاحت کے ساتھ یہ مسئلہ منظر عام پر آئے اور عام وخاص اس سے مستفید ہوں۔

﴿7﴾ ارشاد الشیعہ:

جس میں شیعہ اور امامیہ اور ان کے جناب خمینی صاحب کے چند اصولی اور بنیادی عقائد ونظریات اور ان کے بعض مسائل باحوالہ عرض کیے ہیں، تاکہ وہ خود بھی ان پر غور کرسکیں اور اہل السنۃ والجماعۃ کے ناظرین کرام بھی ان سے بخوبی آگاہی حاصل کرلیں۔ اور پھر اکابر علماء امت کے فتوے بھی جو شیعہ و امامیہ

کے بارے صادر کیے گئے ہیں، ملاحظہ کرلیں۔ تاکہ اپنے ایمان کو بچایا جاسکے۔ اس دورِ الحاد وزندقہ میں ایمان کی حفاظت بہت ہی مشکل کام ہے۔ "واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل"

رئیس المناظرین وکیل صحابہ حضرت مولانا عبدالستار تونسوی دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں:

''ارشادالشیعہ'' دیکھ کر مجھے بے حد خوشی ہوئی بلکہ بندہ ناچیز کی قلبی خواہش پوری ہوئی اور دل سے ان کے حق میں خوب دعائیں نکلیں۔ ماشاء اللہ اس عنوان پر مدلل اور جامع تالیف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فاضل محقق کو تدریسی اور تصنیفی لحاظ سے جو صلاحیت اور قابلیت عطا فرمائی ہے اس کے امثال ونظائر موصوف کی تالیفات میں موجود ہیں۔ مولانا ممدوح قلمی جہاد کے ذریعے ایک طویل عرصہ سے باطل قوتوں کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔ انہوں نے اس کتاب سے ''احقاقِ حق'' و''ابطالِ باطل'' کا حق ادا کردیا ہے۔ کتاب ہٰذا جہاں مؤلف مدظلہ کا تحقیقی شاہکار ہے وہاں مسلک حق حقہ اہل السنۃ والجماعۃ کی حقیقی ترجمان اور شیعہ امامیہ کے کفر وضلالت پر ''ضربِ کاری'' ہے۔ عقلِ سلیم وفہمِ مستقیم رکھنے والے حضرات کے لیے باعثِ ہدایت اور اہلِ باطل پر اتمام حجت ہے۔

﴿6﴾..................﴿رد قادیانیت﴾..................

1891ء میں انگریز کے اشارہ اور حکم پر مرزا غلام احمد قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا، 1899ء میں ظلی بروزی نبی ہونے کا اور بالآخر 1901ء میں مستقل صاحب شریعت نبی ہونے دعویٰ کیا۔ یہ فتنہ انگریزی اقتدار کی سرپرستی میں اپنی جڑیں مضبوط کرتا چلا گیا۔ چنانچہ علماءِ دیوبند نے ہر میدان اور ہر مقام پر اس کا بھرپور مقابلہ کیا اور اسے عدالتوں تک میں ذلیل کیا۔ حتیٰ کہ اکابرین دیوبند بالخصوص مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ اور قائد ختم نبوت حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کی محنتوں، قربانیوں اور انتھک کاوشوں سے 1974ء میں پاکستانی پارلیمنٹ میں قادیانی اور لاہوری (مرزائی) دونوں گروہوں کو کافر اور خارج از اسلام قرار دے دیا گیا۔ ہندوستان میں جب اس فتنہ نے از سرِ نو سر اٹھانا شروع کیا تو اکابرین دیوبند نے دارالعلوم دیوبند میں ''تحفظ ختم نبوت'' کے موضوع پر ایک عالمی اجلاس منعقد کیا، جس میں دنیا بھر کے بڑے بڑے علماء کو اس موضوع پر مقالات پیش کرنے کی دعوت دی گئی۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب نے دادا جان کے نام بھی ایک مکتوب روانہ کیا اور مقالہ پیش کرنے کی دعوت دی۔ چنانچہ آپ رحمہ اللہ نے خود بھی اس کی وضاحت فرمادی۔ جو درج ذیل ہے۔

﴿8﴾ مقالہ...... **ختم نبوت**، کتاب وسنت کی روشنی میں:

یہ مقالہ دارالعلوم دیوبند کے اکابرین کے حکم دارالعلوم کے سالانہ اجلاس کے لیے لکھا گیا تھا۔ مگر

وہاں نہ پہنچ سکا، جسے بعد میں افادۂ عام کی غرض سے شائع کیا گیا۔

اس رسالے میں قرآن کریم کی آیت مبارکہ، احادیثِ صحیحہ اور اجماع کی روشنی میں مضبوط اور قطعی دلائل سے مسئلہ ختم نبوت واضح کیا گیا ہے۔ اور لفظ رسول اور نبی کا فرق، لفظ خاتم کی صیغوی ولغوی بحث، نزول عیسیٰ پر متعدد حوالے بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کی اپنی کتب سے اُن کا انگریزی ایجنٹ ہونا بھی ثابت کیا گیا ہے۔

﴿9﴾چراغ کی روشنی: (ضوء السراج فی تحقیق المعراج)

جس میں قرآن کریم، صحیح احادیث، اجماع حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جمہور سلف وخلف اور تحریرات مرزا صاحب سے یہ ثابت کیا گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت بیداری میں جسم عنصری کے ساتھ معراج کرائی گئی، نیز معجزات کی کچھ تحقیق بھی عرض کردی گئی ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ، شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی طرف جو معراجِ جسمانی کا انکار منسوب کیا جاتا ہے، اس کے دندان شکن جوابات بھی عرض کردیے گئے ہیں۔ الغرض مسئلہ معراج پر جو بھی اہم نقلی اور عقلی اعتراضات ہوسکتے تھے سب کا اللہ کے فضل وکرم سے قلع قمع کیا گیا ہے۔

﴿10﴾بانی دارالعلوم دیوبند:

جس میں بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ کی زندگی کے ضروری حالات، علمی خدمات اور عشق محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عمدہ جذبات کا باحوالہ تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور قیام دارالعلوم دیوبند کے اسباب، جہاد ۱۸۵۷ء میں مسلمان مجاہدوں کے کارنامے، انگریز کے عزائم اور پادریوں اور آریوں کے فتنوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور (قادیانیوں اور بریلویوں کی طرف سے) حضرت نانوتوی رحمہ اللہ پر عائد کیے گئے بعض سنگین الزامات مثلاً یہ کہ'' آپ ختم نبوت زمانی کے منکر تھے'' (معاذ اللہ) اور یہ کہ ''امتی نبی سے اعمال میں مطلقاً بڑھ جاتے ہیں''، وغیرہ باتوں کے مفصل اور مسکت جوابات خود ان کی اپنی عبارات سے پیش کیے گئے ہیں۔

﴿11﴾مرزائی کا جنازہ اور مسلمان:

گوجرانوالہ میں ایک مشہور مرزائی کے جنازہ میں بدقسمتی سے بعض بے ضمیر اور نام کے مسلمان صرف برادری سسٹم کی رعایت رکھتے ہوئے شریک ہوئے اور سب سے زیادہ غمزدہ بات یہ ہے کہ ایک مولوی صاحب نے اجازت لے کر اس مرزائی پر مسلمانوں کو الگ جنازہ پڑھایا۔ اس کی بابت جب اصحاب علم وفن سے فتویٰ طلب کیا گیا تو سبھی نے اپنے اپنے انداز میں فتویٰ دیا ان سب فتاویٰ میں سب سے جاندار اور مدلل

و مفصل فتویٰ حضرت اقدس دادا جان رحمہ اللہ تھا۔ جسے بعد میں افادہ عام کی غرض سے شائع کیا گیا۔

اس رسالے میں ٹھوس دلائل اور نا قابل تردید حوالوں سے مرزا صاحب کے کفر کے تین اصول [۱] دعویٰ نبوت، [۲] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ونزول کا انکار، [۳] حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین۔ اور اس کی روشنی میں اس کے ماننے والوں کا جنازہ پڑھنے کا حکم واضح کیا گیا ہے۔

﴿12﴾ **توضیح المرام** فی نزول المسیح علیہ السلام:

اس کتاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے اور قربِ قیامت میں نازل ہونے اور نزول کے بعد دجال کو قتل کرنے اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مطابق حکومت کرنے اور زمین کو عدل وانصاف سے پُر کرنے کا ثبوت صحیح احادیث کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ اور ثابت کیا گیا ہے کہ یہی تمام اہلِ اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے اور اس کے برخلاف بعض فلاسفہ ملاحدہ اور قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں وغیرہ ملحد فرقوں کا عقیدہ باطل اور خلاف اسلام ہے۔

نوٹ: حضرت دادا جان رحمہ اللہ کی اس کتاب کے حوالے سے عوام الناس، بالخصوص دینی حلقہ میں بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ کئی من گھڑت اور بے اصل باتیں مشہور ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ دادا جان رحمہ اللہ نے 1953ء میں خواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت کی تھی۔ آپ نے اپنے استاد محترم سے خواب ذکر کیا تو انہوں فرمایا کہ ''میاں! ممکن ہے اُن کا نزول تمہاری زندگی میں ہی ہو جائے'' اور بس.... اتنی سی بات کا عوام نے بتنگڑ بنا دیا اور مشہور کر دیا کہ حضرت شیخ سرفراز صاحب (رحمہ اللہ) نے فرمایا ہے کہ میں اُس وقت تک نہیں مروں گا جب تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں نہ آجائیں۔ ''**سبحانک ھٰذا بھتان عظیم**'' اور پھر کم عقلوں نے اس کی دلیل یہ دی کہ انہوں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ''میں اپنی کتاب ''توضیح المرام'' خود حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کروں گا'' **لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔ حالانکہ دادا جان رحمہ اللہ نے فقط اتنا لکھا تھا کہ ''اگر راقم اثیم زندہ رہا تو ان شاء اللہ العزیز یہ حقیر ساتحفہ خود حضرت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعی کرے گا اور ان کی آمد سے پہلے ہی اس حقیر کی وفات ہوگئی تو راقم اثیم کے اپنے متعلقین میں سے کوئی نیک بخت یہ تالیف حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر دے اور ساتھ ہی راقم اثیم کا نام لے کر عاجزانہ اور عقیدت مندانہ سلام مسنون بھی عرض کر دے۔ ''**البقاء للہ واحد القہار**'' (توضیح المرام صفحہ 7)

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے وہ تین خواب جو اس کتاب میں مذکور ہیں نقل کر دیے جائیں۔

''**التحدیث بالنعمۃ**'' تین مبارک خواب:

اللہ تعالیٰ نے راقم اثیم پر جو احسانات اور انعامات کیے ہیں راقم اثیم قطعاً ویقیناً اپنے آپ کو ان کا

اہل نہیں سمجھتا یہ صرف اور صرف منعم حقیقی کا فضل و کرم ہے کہ حضرات علماء اور طلباء اور خواص و عوام اس ناچیز سے محبت بھی کرتے ہیں اور قدردانی بھی کرتے ہیں ڈھول اندر سے تو خالی ہوتا ہے مگر اس کی آواز دور دور تک جاتی ہے یہی حال میرا ہے کہ علم و عمل تقویٰ اور ورع سے اندر خالی ہے اور حقیقت اس کے سوا نہیں کہ من آنم کہ من دانم راقم اثیم تحریک ختمِ نبوت کے دور میں پہلے گوجرانوالہ جیل میں پھر نیو سنٹرل جیل ملتان میں کمرہ نمبر 14 رہا ہماری بارک نمبر 6 دو منزلہ تھی اور اس میں چار اضلاع کے قیدی تھے اور سبھی ہی علماء طلباء تاجر اور پڑھے لکھے لوگ تھے جو دیندار تھے اضلاع یہ ہیں ضلع گوجرانوالہ ضلع سیالکوٹ ضلع سرگودھا اور ضلع کیمبل پور (فی الحال ضلع اٹک) بحمد اللہ تعالیٰ جیل میں بھی پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ جاری تھا راقم اثیم قرآن کریم کا ترجمہ موطا امام مالک شرح نخبۃ الفکر اور حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ کتابیں پڑھاتا رہا دیگر حضرات علماء کرام بھی اپنے اپنے ذوق کے اسباق پڑھتے پڑھاتے رہے آخر میں راقم اثیم کمرہ میں اکیلا رہتا تھا کیوں کہ باقی ساتھی رہا ہو چکے تھے اور میں قدرے بڑا مجرم تھا تقریباً دس ماہ جیل میں رہا اور ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب برق کی تردید میں بجواب دو اسلام صرف ایک اسلام وہاں ملتان ہی میں جیل راقم اثیم نے لکھی تھی۔

خواب نمبر 1: 1373ھ 1953ء میں تقریباً سحری کا وقت تھا کہ خواب میں مجھ سے کسی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام آرہے ہیں میں نے پوچھا کہ کہاں آرہے ہیں؟ تو جواب ملا کہ یہاں تمہارے پاس تشریف لائیں گے میں خوش بھی ہوا کہ حضرت کی ملاقات کا شرف حاصل ہوگا اور کچھ پریشانی بھی ہوئی کہ میں تو قیدی ہوں حضرت کو بٹھاؤں گا کہاں؟ اور کھلاؤں گا کیا؟ پھر خواب ہی میں یہ خیال آیا کہ راقم کے نیچے جو دری نمدہ اور چادر ہے یہ پاک ہیں ان پر بٹھاؤں گا خواب میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اتنے میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے ساتھ ان کا ایک خادم تشریف لائے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سر مبارک ننگا تھا چہرہ اقدس سرخ اور داڑھی مبارک سیاہ تھی لمبا سفید عربی طرز کا کرتا زیب تن تھا اور نظر نہیں آتا تھا مگر محسوس یہ ہوتا تھا کہ نیچے حضرت نے جانگیہ اور نیکر پہنی ہوئی ہے اور آپ کے خادم کا لباس سفید تھا فٹ کرتا اور تنگ شلوار اور سر پر سفید اور اوپر کو ابھری ہوئی نوک دار ٹوپی پہنے ہوئے نہایت ہی عقیدت مندانہ طریقہ سے علیک سلیک کے بعد راقم اثیم نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مؤدبانہ طور پر کہا کہ حضرت! میں قیدی ہوں اور کوئی خدمت نہیں کر سکتا صرف قہوہ پلا سکتا ہوں حضرت نے فرمایا لاؤ میں خواب ہی میں فوراً تنور پر پہنچا جہاں روٹیاں پکتی تھیں میں نے اس تنور پر گھڑا رکھا اور اس میں پانی چائے کی پتی اور کھانڈ ڈالی، تنور خوب گرم تھا جلدی ہی میں قہوہ تیار ہو گیا راقم اثیم خوشی خوشی لے کر کمرہ میں پہنچا اور قہوہ دو پیالیوں میں ڈالا اور یوں محسوس ہوا کہ اس میں دودھ بھی پڑا ہوا ہے بڑی خوشی ہوئی ان دونوں بزرگوں نے چائے پی پھر جلدی سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اٹھ کھڑے ہوئے اور خادم بھی ساتھ اٹھ گیا میں نے التجاء کی کہ

حضرت ذرا آرام کریں اور ٹھہریں تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہمیں جلدی جانا ہے پھر انشاء اللہ العزیز جلدی آجائیں گے یہ فرما کر رخصت ہوگئے راقم اثیم اس خواب سے بہت ہی خوش ہوا فجر ہوئی اور ہمارے کمرے کھلے تو راقم اثیم استاد محترم حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت بھی تحریک ختمِ نبوت کے سلسلہ میں ہمارے ساتھ جیل میں مقید تھے اور ان کے سامنے خواب بیان کیا حضرت نے فرمایا میاں! تمہیں معلوم ہے کہ حضرات انبیاء کرام اور فرشتوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کی (جو تمام معصوم ہیں) شکل وصورت میں شیطان نہیں آسکتا واقعی تم نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کو دیکھا ہے اور میاں! ہوسکتا ہے کہ تمہاری زندگی ہی میں تشریف لے آئیں استاد محترم کا راقم اثیم سے بہت گہرا تعلق تھا اور ان کے حکم سے ان کی علمی کتاب تدقیق الکلام کی ترتیب میں راقم اثیم نے خاصا کام کیا ہے حضرت کی قبل از وفات اپنی خواہش اور ان کے جملہ لواحقین اور متعلقین کی قلبی آرزو کے مطابق 16 جمادی الاول 1411ھ 4 دسمبر 1990ء کو مومن پور علاقہ چھچھ ضلع اٹک میں راقم اثیم نے ان کا جنازہ پڑھایا اور دفن کرنے کے بعد ان کی قبر پر سنت کے موافق دعاء مانگی اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے آمین ثم آمین۔

خواب نمبر 2: راقم اثیم نے دوسری مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ حضرت شلوار پہنے ہوئے تھے اور گھٹنوں سے ذرا نیچے تک قمیص زیب تن تھی اور سر مبارک پر سادہ سا کلہ اوپر پگڑی باندھے ہوئے تھے اور کوٹ میں جو گھٹنوں سے نیچے تھا ملبوس تھے اور بڑی تیزی سے چل رہے تھے راقم اثیم کو پتہ چلا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جارہے ہیں تو راقم اثیم بھی پیچھے پیچھے چل پڑا اور سلام عرض کیا یوں محسوس ہوا کہ بہت آہستہ سے جواب دیا اور رفتار برقرار رکھی راقم بھی ساتھ ساتھ چلتا رہا کافی دور جانے کے بعد زور زور کی بارش شروع ہوگئی حضرت اس بارش میں بیٹھ گئے اور اوپر ایک سفید رنگ کی چادر تان لی کافی دیر تک مغموم اور پریشان حالت میں بیٹھے رہے پھر بارش میں ہی اٹھ کر کہیں تشریف لے گئے اور پھر نظر نہ آئے اس خواب کے چند دنوں بعد مہاجرین فلسطین کے دو کیمپوں صابرہ اور شتیلہ کا واقعہ پیش آیا کہ یہودیوں نے تقریباً بتیس ہزار مظلوم مسلمان مردوں عورتوں بوڑھوں بچوں اور مریضوں کو گولیوں سے بھون ڈالا اس واقعہ کے پیش آنے کے بعد رقم اثیم خواب کی تعبیر سمجھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شدید بارش میں چادر اوڑھ کر بیٹھنا اور پریشان ہونا اس کی طرف اشارہ تھا کہ تقریباً تیرہ کروڑ کی آس پاس مسلمان حکومتوں کی موجودگی میں جنہوں نے بے غیرتی کا مظاہرہ کیا اور مصلحت کی چادر اوڑھ رکھی ہے مظلوم مسلمانوں پر بارش کی طرح گولیوں کی بوچھاڑ ہورہی ہے مگر یہ بے غیرت خاموش ہیں اور ان کی بے غیرتی اور بے حسی وامریکہ پرستی کی لعنت تاہنوز ان پر چھائی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ ان کو شرم وغیرت کی دولت عطا فرمائے آمین

ان دو خوابوں میں راقم اثیم نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

خواب نمبر 3: اور بحمد اللہ تعالیٰ کارگل کی لڑائی سے چند دن پہلے تیسری مرتبہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا ہے آپ سفید لباس میں ملبوس تھے اور واسکٹ تھا سر مبارک ننگا تھا اور عینک لگائے ہوئے تھے ملاقات ہوتے ہی آپ فوراً کہیں چلے گئے اور آپ کے ارد گرد کچھ مستعد نوجوان تھے اور خاصی تعداد میں میلے اور ڈھیلے لباس والے طالبان قسم کی مخلوق تھی جو آپ کے حکم کی منتظر تھی۔(توضیح المرام)

راقم کے تایا جان مولانا عبد القدوس خان قارن مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ حضرت امام اہل سنت کا حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر یہ کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول کے فرمانے کے بعد تمام فتن اور اسلام مخالف جماعتوں کا مقابلہ کریں گے اور کامیاب ہوں گے اسی طرح حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ نے بھی اپنے دور کے تمام فتنوں اور خلاف اسلام جماعتوں کا مقابلہ کیا اور بحمد اللہ تعالیٰ ان پر غلبہ پایا۔

﴿7﴾............﴿رد عیسائیت﴾............

دور حاضر میں عیسائیت ایک مسخ شدہ آسمانی مذہب ہے۔ آج کل کے عیسائی بزعم خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار ہیں، انجیل ان کی آسمانی کتاب ہے۔ ان کے عقائد کفر و شرک پر مبنی ہیں۔ چنانچہ حضرت دادا جان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اصولی طور پر عیسائیوں کے تین گروہ ہیں:

[۱] ایک "**نسطوریه**" ہے، ان کا نظریہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام، اللہ کے بیٹے ہیں "**قالت النصاری مسیح ابن الله**"، میں ان کا ذکر ہے۔

[۲] دوسرا گروہ "**یعقوبیه**" ہے، ان کا نظریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے وجود میں حلول کیا ہوا ہے، یعنی رب تعالیٰ اور عیسیٰ ایک ہی ہیں، وہی عیسیٰ ہیں وہی اللہ ہے۔ "**لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسیح ابن مریم**" البتہ تحقیق کافر ہیں وہ لوگ جنہوں نے کہا "اللہ" وہی "عیسیٰ بن مریم" ہے۔ دیکھو! رب تعالیٰ نے پہلے انہیں کافر کہا پھر ان کا عقیدہ بیان فرمایا۔

[۳] تیسرا گروہ "**مُلعانیه**" ہے، ان کا نظریہ ہے کہ خدائی نظام تین سے چلتا ہے۔ [۱] اللہ تعالیٰ [۲] جبرائیل علیہ السلام [۳] حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ ان کو وہ "**اقانیم ثلاثه**" کہتے ہیں۔ اقانیم جمع ہے "**اُقنوم**" کی۔ اور "**اُقنُوم**" کا معنیٰ ہے "رکن" (گویا) یہ تین خدائی کے ارکان ہیں۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس سے شرک لازم آتا ہے! تو کہتے ہیں کہ "نہیں، تین ایک ہوتے ہیں"۔ بے وقوفو! عقل کی بات کرو، جب ایک دو نہیں ہو سکتا، ایک چار نہیں ہو سکتا، دو ایک نہیں ہو سکتے، چار ایک نہیں ہو سکتے تو تین کیسے ایک ہو سکتے ہیں؟ اور ان کا ایک گروہ حضرت جبرائیل کی جگہ تیسرا رکن حضرت مریم علیہا السلام کو مانتا ہے۔ اور ان کا ایک گروہ

اس بات کا قائل ہے کہ ''عیسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ (نعوذ باللہ) آپس میں گڈ مڈ ہیں، ظاہری طور پر عیسیٰ اور اندر اللہ تعالیٰ ہے''۔اور عموماً (99فیصد) عیسائی یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ یہ بالکل عقل کے خلاف ہے کیوں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کو تقریباً 2010 سال ہو چکے ہیں اب سوال یہ ہے کہ ''عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے پہلے نظام کائنات چلتا تھا یا نہیں؟'' اگر چلتا تھا اور یقیناً چلتا تھا تو کس طرح چلتا تھا؟ ان کی پیدائش کے بعد کون سی کمی آئی کہ (نعوذ باللہ) خدا اُن کا محتاج ہو گیا؟ اور پھر یہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سولی چڑھ جانے اور ان کی سزا کا پوری عیسائی امت کا کفارہ بن جانے کے بھی قائل ہیں۔ہم ان سے یہ پوچھتے ہیں کہ بقول تمہارے جب عیسیٰ علیہ السلام کو سولی لٹکایا گیا تو اللہ تعالیٰ ان کے اندر تھا اس کو بھی سولی لٹا دیا گیا اگر ایسا ہوا ہے تو پھر تو اللہ تعالیٰ بھی ختم ہو گیا؟ اور اگر اللہ اندر سے نکل گیا تو پھر گڈ مڈ تو نہ ہوئے![ذخیرۃ الجنان جلد۴ص ۳۴۸/جلد۸ص ۴۷]

اس وقت اصل انجیل کا ملنا مشکل ہے، ہمارے ہاں چار انجیلیں موجود ہیں[۱]متی [۲]یوحنا [۳]مرقس [۴] لوقا ان کے علاوہ ایک انجیل ''برنباس'' بھی ہے۔وہ بھی میرے پاس موجود ہے، برنباس رحمہ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابی ہیں اور متی، یوحنا، مرقس اور لوقا یہ چاروں تابعی ہیں۔ پادری صاحبان کہتے ہیں کہ برنباس کی انجیل صحیح نہیں ہے، باقی چاروں صحیح ہیں۔ عجیب بات ہے کہ جو براہ راست عیسیٰ علیہ السلام کا صحابی اور شاگرد ہے اس کی انجیل تو صحیح نہیں اور جو تابعی ہیں ان کی صحیح ہیں؟ انجیل برنباس کو غیر معتبر قرار دینے کی اصل وجہ یہ ہے کہ اُس میں دو تین جگہ پر صراحتاً یہ الفاظ موجود ہیں کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ''لوگ مجھے رب کا بیٹا اور رب کا شریک قرار دیں گے، پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم آ کر میری صفائی پیش کریں گے'' یہ الفاظ چونکہ ان کے خلاف جاتے ہیں اس وجہ سے وہ اس انجیل کی اصلیت کا انکار کرتے ہیں۔[ذخیرۃ 6/3]

آپ رحمہ اللہ اس کتاب کے آغاز میں لکھتے ہیں کہ:

''اس مادی دور میں عیسائیت پورے آب وتاب کے ساتھ امریکی دولت کے بل بوتے پر رفاہی کاموں کی آڑ لے کر پاکستان میں اپنے پاؤں پھیلانا چاہتی ہے۔اور کافی حد تک پھیلا بھی چکی ہے''۔ چنانچہ حالات کی نزاکت اور وقت کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت اقدس دادا جان رحمہ اللہ نے ''رد عیسائیت'' میں یہ تحقیقی کتاب تالیف فرمائی۔

《13》عیسائیت کا پس منظر:

اس کتاب میں ٹھوس حوالجات کے ساتھ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت یسوع مسیح علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے نبی تھے اور تمام جہانوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے سردار اور روح حق حضرت محمد صلی اللہ

علیہ وسلم کو بھیجا ہے، نیز عیسائیت کی ترقی کا راز بتایا گیا ہے اور اسلام کی خوبی خود عیسائیوں کے قلم سے ثابت کی گئی ہے۔ حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کے حواریوں اور دنیا کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کا تقابل اور فرق بتایا گیا ہے۔ اور توہین انبیاء کرام علیہم السلام (معاذ اللہ) تحریف بائیبل، تثلیث، ابنیت مسیح اور مسئلہ کفارہ وغیرہ پر سیر حاصل، مدلل اور باحوالہ بحث کی گئی ہے۔ ان کے علاوہ بھی بیسیوں ایسے مسائل کھل کر سامنے آگئے ہیں اور پادری صاحبان کی بعض فرسودہ اور بے جا تاویلات کی حقیقت بھی بفضلہ تعالیٰ طشت ازبام کر کے رکھ دی گئی ہے۔ اس موضوع پر اس قدر مختصر اور جامع کتاب آج تک اردو زبان میں طبع نہیں ہوئی۔

﴿8﴾......﴿رد مودودیت﴾

مودودی صاحب سے علماء دیوبند کے اختلاف کے دیگر اسباب کے علاوہ بنیادی سبب دو ہیں:

[۱] انکار عصمتِ انبیاء۔ وہ حیات پیغمبر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے دعویٰ نبوت سے پہلے والے زمانے میں غیر معصوم اور بعد والے زمانے میں معصوم مانتے ہیں۔ جبکہ اسلاف دیوبند کا عقیدہ ہے کہ نبی ولادت سے وفات تک معصوم ہوتا ہے۔

چنانچہ دادا جان رحمہ اللہ ساتویں پارے کی آیت ''فلمارا القمر بازغاً'' الخ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

''یہاں مودودی صاحب نے ''تفہیم القرآن'' کی پہلی اشاعت میں بڑی ٹھوکر کھائی ہے، لفاظی سے لوگوں پر رعب ڈالا، کہ ایک ہوتا ہے راستہ اور ایک ہوتی ہے منزل، پیغمبر منزل میں تو شرک نہیں کرتا البتہ اگر راستے میں رب کی تلاش میں شرک ہو جائے تو کوئی حرج نہیں (العیاذ باللہ) لاحول ولا قوۃ الا باللہ. حالانکہ پیغمبر نہ راستے میں شرک کرتا ہے اور نہ منزل میں، پیغمبر سے تو ''طرفۃ عین'' بھی شرک صادر نہیں ہوتا۔''

[مأخوذ: کیسٹ دورہ تفسیر]

[۲] (دوسرا بنیادی سبب) توہینِ صحابہؓ۔ مودی صاحب نہ صحابہ کو معیار حق مانتے ہیں اور نہ ان کو تنقید سے بالاتر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اسلاف دیوبند کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام کی مقدس جماعت قیامت تک کی انسانیت کے لیے معیار حق وصداقت اور ہر قسم کی تنقید سے بالاتر ہے۔ مودودی صاحب نے ان عقائد ونظریات کو اپنایا جن کا رد صدیوں پہلے اہل السنۃ کے علماء کر چکے ہیں۔

﴿14﴾مودودی صاحب کا ایک غلط فتویٰ (اوران کے چند دیگر باطل نظریات):

1968ء میں مودودی صاحب نے لاہوری مرزائیوں کے بارے میں ایک استفتاء کے جواب میں لکھا کہ ''مرزائیوں کی لاہوری جماعت کفرواسلام کے درمیان معلق ہے''۔ الخ کہ لاہوری مرزائی نہ کافر ہیں نہ مسلمان۔ وقت کے علماء کرام نے تقریراً وتحریراً مودودی صاحب کو اس فحش غلطی سے آگاہ کیا مگر وہ

آخر دم تک اپنے موقف پر قائم رہے۔ حضرت اقدس داداجان رحمہ اللہ نے 1970ء میں اس غلط فتویٰ کے خلاف یہ رسالہ لکھا جو مقبول عام ہوا اور بہت حضرات اس رسالہ کو پڑھ کر مودودی صاحب کے نظریات سے کنارہ کش بھی ہوئے۔

اس رسالہ میں ٹھوس حوالجات کے ذریعے مودودی صاحب کے فتویٰ کے بطلان کے وجوہ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اُن کے دیگر مذموم اور باطل نظریات کا مدلل رد کیا گیا ہے۔

﴿15﴾ طیبة المسلمین (ترجمہ اللحیة فی نظر الدین، معہ رسالہ ''اعفاء اللحیة''):

جب مودودی صاحب نے (ایک مشت) ڈاڑھی کے عدم وجوب کا خالص اختراعی نظریہ پیش کیا اور صرف یہی نہیں بلکہ اس ''سنت صحیحہ'' پر اصرار کو ایک سخت قسم کی ''بدعت'' اور ''تحریفِ دین'' قرار دیا تو اہل حق نے مختلف رسائل اور فتاویٰ کے ذریعے ان کی موشگافیوں اور دسیسہ کاریوں کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیر دیں اور ان کے تمام شبہات کے مدلل و مبرہن جواب دے کے اس باطل و غلط نظریہ کے بخیے ادھیڑ کر رکھ دیے۔

اس مختصر کتابچہ میں ڈاڑھی کے ایک مشت کے وجوب پر بیرونی ممالک کے چار جید علماء دین کے مدلل فتوے اور حضرت داداجان کے قلم سے اُن کا ترجمہ درج ہے۔ ڈاڑھی کو سنت کے مطابق رکھنے کا اہم ترین مسئلہ صحیح احادیث کی روشنی میں مذکور ہے اور تسلیم کرنے والوں کے لیے یہ دلائل اصولی طور پر کافی اور وافی ہیں۔ آخر میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کا ڈاڑھی کے بارہ میں ایک معنیٰ خیز بیان ہے جو ہر مسلمان کی روح کو جلا بخشتا ہے۔

﴿9﴾......﴿رد غیر مقلدیت﴾......

اسلامی تاریخ کا بنظرِ غور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کے تمام فتنوں کی جڑ اور بنیاد ''ترکِ تقلید'' ہی ہے۔ اس لیے اسے ''ام الفتن'' کہا جاتا ہے۔ آج سے دو صدیاں قبل اس فرقہ کا کوئی وجود نہ تھا۔ یہ بھی انگریزی تخم ریزی کی پیداوار ہے جسے اکابرین اہل السنة والجماعة علماء دیوبند کے خلاف استعمال کرنے اور جہاد کے خلاف فتوے جاری کرنے کے لیے وجود بخشا گیا۔ اور پھر اس کے بانیین کی خواہش پر لفظ ''اہل حدیث'' کی ان کے لیے الاٹمنٹ ہوئی۔ اور ان حضرات نے انگریز کے عطا کردہ اس لقب کے تحت حضرات فقہاء مجتہدین، ائمہ اربعہ بالخصوص حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے خلاف وہ زہر اُگلا جو اِن کے علاوہ کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔ چنانچہ ان زرخرید غلاموں نے ''تقلید''، ''فاتحہ خلف الامام''، ''آمین بالجہر'' اور ''طلاق ثلاثہ'' و ''مسئلہ تراویح'' کو آڑ بنا کر حضرات مجتہدین اور مقلدین کو خوب طعن و تشنیع کا نشانہ

بنایا۔حضرت داداجان رحمہ اللہ نے اپنے اکابرین کی یاد تازہ کرتے ہوئے اور ان کی عمدہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے "الکلام المفید"، "احسن الکلام" اور "مقام ابی حنیفہ" جیسی عظیم الشان، لاجواب اور بے مثال کتب تصنیف فرمائیں۔جن میں ان کے تمام اعتراضات کے دندان شکن جواب دے کرامت پر احسان عظیم فرمایا۔کتب کی تفصیل درج ذیل ہے۔

﴿16﴾الکلام المفیدفی اثبات التقلید:

جس میں ٹھوس اور صریح حوالوں سے قرآن وحدیث کے مقابلہ میں تقلید کی قطعی حرمت، حضرات ائمہ کے معصوم عن الخطاء ہونے کی واضح دلائل سے تردید، عقائد واصولِ دین میں تقلید کا بطلان اور رد، غیر منصوص مسائل میں اجتہاد اور اور قیاس کا جائز ہونا اور ایسے مسائل میں تقلید کا اثبات، حضرات غیر مقلدین سے بھی اس کا اقرار، تقلید شخصی اور غیر شخصی کی اُصولی بحث، تقلید کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ ، اور بعض غیر مقلدین حضرات کی خالص تعدی اور ان میں سے بعض منصف مزاج حضرات کی میانہ روی، تقلید کے اثبات ونفی کے نقلی وعقلی دلائل اور ان کی اصلیت وحقیقت، جمہور اہل اسلام کا مقلد ہونا، تقلید کے آغاز وترویج کا باحوالہ تذکرہ، حضرات امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مجتہد مطلق اور تابعی ہونا، فقہ حنفی کی مقبولیت، ترک تقلید کے نتائج اور فریق ثانی کی طرف سے تقلید پر کیے گئے جملہ اصولی اعتراضات کے جوابات اور احناف پر قیاس اور رائے کو حدیث پر پرمقدم کرنے کے الزام کی محکم اور باحوالہ تردید اور دیگر کئی ضمنی مسائل پر بفضل اللہ تعالیٰ وحسن توفیقہ سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔''والله يقول الحق وهو يهدى السبيل''.

<u>شیخ المنقول والمعقول حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:</u>

دیکھ کرنہایت خوشی ہوئی، کتاب اپنی ظاہری زیبائش کے ساتھ باطنی موتیوں کا خزانہ نظر آیا۔کتاب صحیح معنوں میں "حجة الله علىٰ اعداء" اور "شفاء المرضىٰ" ہے۔صحیح المزاج، سلیم الدماغ لوگوں کے لیے سرچشمۂ ہدایت اور مفید بصیرت وبصارت ہے۔

<u>استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:</u>

واقعۃً آپ (حضرت امام اہل السنۃ رحمہ اللہ) نے موضوع کا حق ادا کردیا ہے، اللہ پاک اجر عظیم سے نوازے۔

<u>حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:</u>

مولانا صفدر صاحب (رحمہ اللہ) کی سب ہی تصانیف علم وتحقیق کا مظہر ہوتی ہیں۔''الکلام المفید'' ماشاءاللہ حوالوں سے بھرپور ہےاور بڑی محنت وتحقیق سے لکھی گئی ہے۔

<u>حضرت العلام مولانا مفتی عبدالستار رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:</u>

''الکلام المفید'' ......اپنے موضوع پر ماشاءاللہ منفرد اور یگانہ حیثیت کی حامل ہے۔طرزِ استدلال نہایت مضبوط و محکم اور طریقِ جواب، غایت صحیح اور حکیمانہ ہے۔آپ نے ''الکلام المفید'' جیسی لاجواب کتاب تصنیف فرما کر اُمت پر احسانِ عظیم فرمایا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں:

آنجناب کی ہر تالیف ہم جیسے طالب علموں کے لیے علمی مواد کا گراں ذخیرہ ہوتی ہے اس لیے احقر نے بڑے اہتمام سے آنجناب کی تقریباً تمام تالیفات جمع کی ہوئی ہیں۔

(البلاغ کے ایک شمارے میں ''الکلام المفید'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:) حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر (رحمہ اللہ) اپنے علم و فضل اور تحقیقی ذوق کے لحاظ سے ہمارے ملک کی قیمتی متاع ہیں۔مولانا کا اسلوب یہ ہے کہ وہ جو بات کہتے ہیں اُس کی پشت پر مستند حوالوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہوتا ہے اور ان کی کتاب کا ہر صفحہ ان حوالوں سے سجا ہوا ہوتا ہے۔

حضرت مولانا عبدالدیان کلیم صاحب (فاضل دارالعلوم دیوبند) تحریر فرماتے ہیں:

''الکلام المفید'' کے مصنف ولی اللٰہی قافلہ کے ایک فرد ہیں اور موجودہ دور میں دینِ اسلام کے صاف چہرے سے بدعت و الحاد کے گرد و غبار جھاڑنے اور دینِ حق، قرآن و سنت کی روشنی دنیا میں پھیلانے والے علماءِ حق کے ترجمان کی حیثیت رکھتے ہیں۔

امینِ ملت، محقق وقت، مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

امام العصر، فقیہہ وقت، المحقق المدقق حضرت علامہ شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب (رحمہ اللہ) نے اس (تقلید کے) موضوع پر قلم اٹھایا اور الحمد اللہ موضوع کا حق ادا فرما دیا۔مسئلہ تقلید کے تقریباً ہر پہلو پر سیر حاصل اور باحوالہ بحث ہے اور ضمنی طور پر بے شمار مزید وساوس کی نقاب کشائی فرمائی ہے۔

﴿17﴾ **احسن الکلام** فی ترک القرأۃ خلف الامام (جلد اول):

جس میں قرآن کریم، صحیح احادیث، آثار حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین و اتباع تابعین اور دیگر جمہور فقہاء اور محدثین عظام رحمہم اللہ سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ امام کے پیچھے کسی بھی نماز میں کسی بھی قسم کی قرأت عموماً اور سورۂ فاتحہ کی قرأت خصوصاً ممنوع ہے اور جہری نمازوں میں تو امام کے پیچھے قرأت کرنا قرآن کریم، حدیث صحیح اور اجماع کے خلاف ہے اور فی نفسہٖ منکر اور شاذ ہے اور جہری نمازوں میں حضرات ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کا اتفاق ہے۔نیز عقلی اور قیاسی دلائل سے اس مسئلہ پر فیصلہ کن بحث کی گئی ہے اور فریقِ ثانی کو مسکت جوابات دیے گئے ہیں اور اس طبع میں (احسن الکلام کے جواب میں غیر مقلدین کی

طرف سے لکھی گئی کتب)''خیر الکلام''اور ''الاعتصام'' میں کیے گئے اعتراضات کے جوابات کو خصوصیت سے ملحوظ رکھا گیا ہے۔

﴿18﴾ **احسن الکلام** فی ترك القرأة خلف الامام (جلد دوم):

جس میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کو رکن اور ضروری ٹھہرانے والے فریق کے پیش کردہ نقلی اور عقلی دلائل پر روایۃً ودرایۃً سیر حاصل کلام کیا گیا ہے۔اور یہ امر واضح تر براہین سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت عبادہ بن الصامتؓ وغیرہ کی اس روایت کے علاوہ جس میں ''فصاعداً ما تیسر'' اور''مازاد'' کی زیادت یا''الاوراء الامام'' کی استثناء بھی مذکور ہے اور کوئی روایت صحیح نہیں ہے،خصوصاًوہ روایات جن میں خلف الامام کی قید اور ''الا بفاتحة الکتاب'' کی استثناء موجود ہے وہ تمام ضعیف،کمزور اور معلول ہیں۔ نیز حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین وغیرہم کے آثار کا پس منظر بھی آشکارا کیا گیا ہے اور مؤلف ''خیر الکلام'' کے اعتراضات کا ''تانابانا'' بھی پیش کیا گیا ہے۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

ماشاء اللہ تعالیٰ مسئلہ فاتحہ میں اسے (احسن الکلام کو) بحر زخار پایا۔مطالعہ کے وقت ہر اگلی سطر پر آنکھوں میں نور،دل میں سرور اور روح میں ثلج یقین بڑھتا جاتا تھا،اثبات مسئلہ کے سلسلہ میں مصنف نے سلاستِ بیان،زورِ استدلال،منصفانہ تنقید اور عادلانہ مدافعت سے مسئلہ کے تحقیقی اور الزامی دونوں پہلوؤں کو مضبوط اور مستحکم کرنے کا حق ادا کردیا ہے۔''احسن الکلام''بحیثیت مجموعی حقیقتاً''احسن الکلام'' ہے۔

سند العلماء حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن رحمہ اللہ تعالیٰ (سابق مفتی اعظم:دارالعلوم دیوبند) لکھتے ہیں:

خوبیِ اسلوب واندازِ بیان،زبان کی صفائی کے ساتھ دلائل وبراہین پر منصفانہ نظر ڈالی ہے۔فاضل مؤلف نے کسی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا۔معترضین کے شبہات کا جواب عالمانہ دیا ہے اور تحقیق کے ساتھ مجادلانہ طریق اختیار نہیں کیا کہ کتاب کی افادیت میں کمی واقع ہو۔

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

حضرت سید مفتی مہدی حسن صاحب کی تحریر سے میں حرف بحرف موافقت کرتا ہوں۔

رئیس المحققین حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی لکھتے ہیں:

آپ کی محنت اور جانکاہی پر دل سے دعا نکلی۔آپ خاص طور پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔

حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

احسن الکلام'' میں نے پڑھوا کر سنی ہے۔ماشاء اللہ آپ بہت وسیع النظر ہیں اور ذہین (بھی۔

اور) حافظہ وفہم بہت پایا ہے۔معلوم ہوتا ہے کہ آپ پیر جھنڈا کے مکتبہ میں لکھ رہے ہیں یا مکتبہ مدرسہ عالیہ دیو بند میں....کیا یہ سب کتب آپ کے پاس (موجود) ہیں؟؟

فقیہہ وقت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''احسن الکلام'' اپنے موضوع میں بے نظیر کتاب ہے۔طرزِ بیان نہایت سلیس ہے اوراس مسئلہ میں غلو وتعدی کرنے والوں کا بہترین جواب ہے۔اس کتاب میں فاضل مؤلف نے ماشاءاللہ بڑی خوبی سے تمام جوانب کی رعایت رکھ کراس کے حسن کو دو بالا کر دیا ہے۔

استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

امام شافعیؒ کے مذہب کی تحقیق انیق اور رواۃ حدیث کے تراجم ووفیات اور ہر ہر مبحث پر محققانہ ومنصفانہ تفصیلی دلائل و براہین اس کتاب کی خصوصیات ہیں۔ یہ کتاب اس مسئلہ کے تمام مباحث پر حاوی اور جامع ہے۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

مولانا ممدوح نے جس محنت اور عرق ریزی سے اپنے مجوزہ موضوع کو دلائل و براہین سے مدلل فرمایا ہے۔اگراس عنوان کے مخالفین انصاف اور تقویٰ سے کام لیں تو انہیں سوائے سکوت اور سرتسلیم کرنے کے اور کوئی چارۂ کار نہ ہو۔

امیر المؤحدین حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب لکھتے ہیں:

مطالعہ کے بعد میں کتاب کی مندرجہ خوبیوں اور خصوصیات پر مطلع ہوا۔[۱] استیعاب اطراف میں اپنی نظیر آپ ہی ہے۔[۲] زورِ استدلال میں بے مثال ہے۔[۳] جامعیت مضامین میں بحرِ محیط ہے۔ [۴] معترضین کے جوابات میں دیوارِ فولاد ہے۔

حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فقدرأيت رسالة "احسن الكلام" من تاليف المولوى محمد سرفراز خان صفدر فرائه موشحاً بدلائل وخالياً عن الجدل.

محقق وقت حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب رحمہ اللہ (سابق صدر مدرس: مظاہر العلوم سہانپور) رقمطراز ہیں:

مؤلف نے استدلال اور تنقید میں تحقیق اور متانت سے کام لیا ہے۔طعن وتشنیع سے اجتناب کیا ہے۔

شیخ القرآن حضرت مولانا محمد سلطان محمود صاحب رحمہ اللہ (سابق صدر مدرس: مدرسہ عالیہ فتح پور دہلی) لکھتے ہیں:

مؤلف نے اپنے دعوے کو دلائل عقلیہ ونقلیہ سے روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا ہے۔فریق

مقابل کو ان کے جوابات عقلیہ ونقلیہ کا وہ نظارہ دکھایا ہے جو تادم زیست ان کی نظروں سے غائب ہو ہی نہیں سکے گا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ایسی جامع اور مسئلہ کے ہر پہلو پر حاوی کتاب پر تقریظی جملے لکھنا میرے خیال میں سورج کے سامنے چراغ دکھانا ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ پچھلی تمام ان کتابوں سے یہ کتاب مستغنی کر دینے والی ہے جو اس مسئلہ کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ کتاب اپنے حُسن ترتیب اور مضامین کی شائستگی اور مکمل تشریحِ مسئلہ کے علاوہ اور بھی بہت سی خصوصیات کی حامل ہے۔

پیر کامل حضرت مولانا مفتی محمد شفیع سرگودھوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

اس (کتاب، احسن الکلام) میں بلا مبالغہ محقق مصنف نے بغیر تعصب کے سیر حاصل بحثیں فرمائی ہیں اور اس مسئلہ کے مالہٗ وماعلیہ پر کلام مشبع فرمائی ہے۔ آخر آمد بود فخر الاولین!

شیخ المشائخ حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''احسن الکلام'' نہایت عمدہ اور مفید کتاب ہے، اہل اسلام بالخصوص احناف کے لیے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔

استاذ العلماء، حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

مصنف علام کو حفاظتِ ''اصولِ دین'' و''فروعِ دین'' ورَدِّ غلو غالین وتحریفاتِ مبتدعین میں ایک ممتاز ملکہ حاصل ہے۔ یہ کتاب بلحاظ کثرتِ مواد، سلاستِ بیان وضبطِ دلائل وردِّ اشکالاتِ مخالفین اور جامعیتِ جمیع ابحاث متعلقہ بالموضوع کے لحاظ سے سے اپنی شان میں بے نظیر ہے۔

محقق جلیل حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

آپ نے بحث کا خوب احاطہ کیا، بڑی اچھی کتاب لکھی، تحقیق الکلام کے جواب کا قرض جو حنفیوں کے ذمّے چلا آ رہا تھا مع شے زائد ادا کر دیا۔

فقیہ جلیل حضرت مولانا مفتی رشید احمد رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

احسن الکلام کی تحقیق عمیق اور جامعیت دیکھ کر بہت مسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

﴿19﴾ مقامِ ابی حنیفہ:

جس میں قرآن کریم، صحیح احادیث اور علماء اسلام کے ٹھوس حوالجات سے ''فقہ'' اور ''فقہاء'' کی فضیلت اور اس کی ضرورت واہمیت بیان کی گئی ہے اور فقہاء کرامؒ اور اہل کوفہ کی حدیث دانی اور فقہ پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مقام فقہ، حدیث اور علم کلام میں صریح حوالوں

سے بتایا گیا ہے۔ نیز ان کی دیانت، امانت، استقامت اور ثقاہت پر واضح حوالے پیش کیے گئے ہیں۔ ان پر مرجیہؒ، اہل الرائی، مخالف اسلام وحدیث اور قلتِ عربیت وغیرہ کے جتنے اُصولی اعتراضات قدیماً وحدیثاً کیے گئے ہیں ان کے اُصولی جوابات دیے گئے ہیں اور اس میں معترضین کا تعصب، عناد اور اجتہادی غلطی بھی آشکارا کی گئی ہے۔ نیز ہدایہ اور فقہ حنفی کی دیگر کتب اور احناف پر کیے گئے بعض اعتراضات کے دندان شکن جواب بھی دیے گئے ہیں۔ اور اس کے علاوہ بھی بیسیوں ضمنی ابحاث ہیں جو صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل.

استاذ العلماء شیخ التفسیر حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ:

یہ کتاب مخالفین کے تمام اعتراضات کی جڑ کاٹنے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اصلی مقام کو واضح کرنے میں لاجواب ہے۔ اور نہایت قیمتی معلومات پر مشتمل ہے۔ جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ امام موصوفؒ پر اعتراض کرنا آفتاب پر تھوکنے کے مترادف ہے۔

استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ:

مکرم محترم ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ علامۃ الدھر حضرت مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خان صاحب (رحمہ اللہ) نے ''مقام ابی حنیفہ'' لکھ کر ایک طرف تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ عقیدت مندی اور محبت ومودت کا اظہار کیا، تو دوسری طرف غیر مقلدین کے تمام اعتراضات، شبہات ومناقشات کا دندان شکن نہایت متانت اور تسلی سے عالمانہ جواب دے کر عام احناف پر احسان کیا۔ **فجزاہ اللہ خیر الجزاء**

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ:

(آپ کے) سبھی رسالے قابل قدر ہیں، مگر ''مقام ابی حنیفہ'' شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے، امام عالی مقام سے بغض رکھنے والوں کی الزام تراشیوں کا ایسا دندان شکن مسکت جواب آپ نے دیا ہے اور اس سلسلہ میں ان کی فریب کاریوں کا پردہ اس طرح چاک کیا ہے، کہ اس کے بعد کسی حیادار کو اس قسم کی حرکتوں کی جرأت نہیں ہو سکتی، پھر بڑی خوبی یہ ہے کہ اس سخت مرحلہ پر بھی سنجیدگی ومتانت کا دامن آپ کے ہاتھ سے نہیں چھوٹا ہے۔

فقیہ دوراں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ:

(کتاب دیکھ کر) بار بار دل سے دعا نکلی، بحمد اللہ میری آرزو پوری ہو گئی، بلا مبالغہ عرض ہے کہ میں خود لکھتا تو ایسی جامع کتاب نہ لکھ سکتا، اس موضوع پر یہ کتاب بالکل کافی شافی ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ رقم طراز ہیں کہ:

مولانا موصوف کا تصنیفی انداز بہت سلجھا ہوا اور تحقیقی ہوتا ہے، وہ عام طور پر دقیق مسائل پر قلم

اٹھاتے ہیں اور نہایت سلیقہ اور خوبصورتی کے ساتھ اہل حق کی تائید میں قرآن وسنت، اقوال صحابہ وائمہ تابعین وفقہاء سے دلائل پیش کرتے ہیں۔ ''مقام ابی حنیفہ'' میں مصنف نے امام اعظم رحمہ اللہ کی شان، تقویٰ وورع اور علمی مقام ان کی مجتہدانہ خصوصیات، اور علم فقہ وحدیث وکلام میں ان کی امامت کو نہایت مستند اور نا قابل انکار شواہد اور حوالجات کے ساتھ پیش کیا ہے۔

محدث کبیر حضرت مولانا سید یوسف بنوری رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ:

جناب محترم مولانا محمد سرفراز صاحب (رحمہ اللہ) ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں کہ موصوف نے ''مقام ابی حنیفہ'' تالیف فرما کر امت محمدیہ کی طرف سے فرض کفایہ کا حق نہایت خوش اسلوبی سے ادا کیا۔ انداز تحریر عالمانہ ہے، اردو شگفتہ ہے، اسلوب بیان مؤثر ہے، کہیں کہیں ادیبانہ ہے۔

عالم جلیل، حضرت مولانا علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ:

ماشاء اللہ آپ نے خوب لکھا اور معترضین کے اعتراضات کا کھوکھلا پن اچھی طرح ظاہر کر دیا ہے۔

جزاك الله عنا وعن سائر المسلمين خير الجزاء

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع سرگودھوی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ:

احقر نے کتاب مستطاب ''مقام ابی حنیفہ'' کا بغور وبنظر امعان مطالعہ کیا، بے ساختہ زبان سے نکلا ''لمثل هذا فليعمل العاملون'' افادیت کتاب کی شان یہ ہے کہ گویا تاریخ واسماء الرجال کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ اہل علم اس کتاب سے مستغنی نہ ہوں۔ بہت معلومات عجیبہ وانکشافات غریبہ پائیں گے۔

حضرت مولانا سید امین الحق شاہ صاحب رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ:

کتاب مذکور (مقام ابی حنیفہ) متلاشیان حق کے لیے بصیرت اور مشعل ہدایت ہے۔ حضرت مولانا موصوف نے کتاب وسنت میں فقہ اور فقہاء کی ضرورت اور خصوصاً فقہ حنفیہ کی ترجیح اور تقدیم کی وجوہ پر بہتر، لطیف اور مبسوط بحث فرمائی ہے۔

حضرت مولانا نذیر اللہ خان صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

نادرۃ الدھر، انموذج العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب (رحمہ اللہ) نے اپنی کتاب مستطاب میں فقہ حنفی کی قدر وقیمت اور فقہ وحدیث وکلام میں مقام امام کو جس نرالے اور عام فہم انداز میں تحریر فرمایا ہے یہ جناب ہی کا حصہ ہے۔ یہ کتاب بہت سے علوم کا ذخیرہ ہے۔

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر (رحمہ اللہ) نے ''مقام ابی حنیفہ'' کے نام سے نہایت محنت کے ساتھ بے حد تحقیقات پر مشتمل وہ کتاب لکھی ہے کہ پڑھنے والا حیرت میں رہ جاتا ہے، اور آجکل کے دریدہ

دہن لوگوں کی دیانت وعلمیت کا راز فاش ہوجاتا ہے، ہر بات پر تحقیق کا انبار، اسلاف سے تحقیق اور خود فرقہ مدعی اہلحدیث کے بزرگوں سے تحقیقات کر کے ہر ہر بات کی اصلیت اور اس میں بددیانتی یا غلط فہمی کی راہوں کی نشان دہی موجود ہے، اس کے مطالعہ سے حضور کے ارشاد خیر القرون پر ایمان تازہ ہوگا، بدگمانی وغیبت اور مسلمانوں کو مشرک وفاسق بنانے سے نجات حاصل ہوگی۔ قرآن وحدیث کے مفہومات میں سے ناسخ ومنسوخ، قوی وضعیف، ظاہر وباطن راجح ومرجوح میں ہزار سالہ تنقیح شدہ تحقیقات یعنی ائمہ اربعہ کے فقہ میں تابعی فقہ اور راجح ترین فقہ معلوم ہوکر صحیح راہ ہدایت معلوم ہوگی، اس فقہ کی دوسرے فقہوں سے فوقیت سمجھ میں آ ئیگی اور راہ دین میں ایک بصیرت حاصل ہوگی۔

﴿20﴾طائفہ منصورہ:

جس میں ٹھوس حوالجات کے ساتھ اس جماعت کے خدوخال اور حدود اربعہ بیان کیے گئے ہیں جو بفحوائے حدیث قیامت تک حق پر ڈٹی رہے گی اور اس کو مخالفین کی کوشش ہراساں نہیں کر سکے گی۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ دیگر مقلدین حضرات عموماً اور احناف خصوصاً اس کا مصداق اوّلین ہیں، اور محدثینِ احناف وموالک، شوافع اور حنابلہ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کی چیدہ چیدہ شخصیتوں کے مختصر سے تراجم بھی بیان کیے گئے ہیں اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ یہ اکابر باوجود مقلد ہونے کے اہل الحدیث، اصحاب الحدیث اور محدثین تھے۔ اور اس باطل نظریہ کی پرزور تردید کی گئی کہ ''اہلِ حدیث کسی کے مقلد نہیں ہوتے اور شخصی رائے سے آزاد ہوتے ہیں'' اور نیز زمانہ حال کے نام نہاد اہل حدیث کا غلو اور تعصب بھی طشت از بام کیا گیا ہے اور ان کے آغاز کی کہانی بھی آشکارا کی گئی ہے اور متعدد دیگر گوشے بھی واضح کیے گئے ہیں۔

﴿21﴾ ینابیع ترجمہ رسالۂ تراویح:

مصنفہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب مرحوم غیر مقلد قلعہ میاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ جس میں انہوں نے مفتی محمد حسین صاحب بٹالوی کے اس فتویٰ کا علمی اور تحقیقی طور پر خوب رد کیا ہے کہ ''بیس تراویح کا کوئی ثبوت نہیں اور بیس رکعت تراویح ادا کرنے سے سنت ادا نہیں ہوتی'' (معاذ اللہ تعالیٰ) مولانا غلام رسول صاحب نے اس بے بنیاد فتویٰ کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیر کر رکھ دی ہیں اور مفتی محمد حسین صاحب کو غالی کا لقب دیا ہے۔

(مصنف: حضرت مولانا غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مترجم: امام اہل السنۃ والجماعۃ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ)

﴿22﴾ ''مسئلہ قربانی'' مع رسالہ ''سیف یزدانی'':

''مسئلہ قربانی'' اس مختصر رسالہ میں قرآن کریم اور صحیح احادیث اور تاریخ اسلام کے ٹھوس حوالوں

سے ثابت کیا گیا ہے کہ قربانی ''حاجی'' اور ''حرم شریف'' کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ ہر جگہ صاحب استطاعت مسلمان کے لیے اس کا حکم عام ہے اور منکرین قربانی نے بزعم خود عقلی واور نقلی جو دلائل پیش کیے تھے، اُن کا ''تانا بانا'' بھی عرض کیا گی اہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ ان میں ایک بات کے اندر بھی وزن نہیں ہے۔ ''سیف یزدانی'' جس میں دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ قربانی کے دن صرف تین ہی ہیں۔ اور یہی ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ اور جمہور سلف وخلف کا مسلک ہے۔ اور غیر مقلدین حضرات نے اس کے خلاف جو دلائل قربانی کے چار دن ہونے کے پیش کیے ہیں ان کی حقیقت بھی روایۃً اور درایۃً واضح کردی گئی ہے۔ اس رسالہ کے جواب میں حافظ ابراہیم (غیر مقلد) نے ایک رسالہ لکھا جس کا جواب مولانا عبدالقیوم مدظلہ [سابق: استاد الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ] نے ''سیف یزدانی'' کے نام سے دیا جو اسی رسالہ کے آخر میں شامل ہے۔

﴿23﴾ **عمدة الاثاث** فی حکم الطلقات الثلاث:

جس میں قرآن کریم، صحیح احادیث اور جمہور حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام اور ائمہ اربعہ اور امت مسلمہ کے مسلّم فقہاء کرام اور محدثین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ سے باحوالہ یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ ایک مجلس میں یا ایک ہی کلمہ سے دی گئی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں۔ یہی حق ہے اور یہی صحیح ہے۔ اور جن حضرات نے بعض روایات سے غلطی کھا کر تین طلاقوں کو ایک قرار دیا ہے، ان کے تسلی بخش جوابات بھی بفضلہٖ تعالیٰ باحوالہ عرض کردیے گئے ہیں جو ماننے والوں کے لیے موجبِ بصیرت ہوں گے (ان شاء اللہ تعالیٰ) اور نہ ماننے والوں کے لیے اتمام حجت ہوں گے۔

<u>افضل العلماء الراسخین حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوری رقم طراز ہیں:</u>

''عمدة الاثاث'' مختصر ہونے کے ساتھ ایک مجلس یا ایک کلمہ کے ذریعے تین طلاق دینے کے بارے میں جمہور سلف وخلف کی تائید میں نہایت بیش قیمت ذخیرہ ہے۔ جن حضرات اکابر علماء امت کی علمی وتالیفی گراں قدر خدمات سے مطلع ومتاثر ہوا ہوں ان میں حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب (رحمہ اللہ) کا بہت نمایاں مقام ہے اور ہم سب ہندوپاک کے مسلمان ممنون ہیں کہ وہ اہل باطل کے رد میں بہت بڑا فرضِ کفایہ ادا کر رہے ہیں ان کے قلم میں نہ صرف استدلال وبیان کی قوت ہے بلکہ نہایت اعتدال ووقار بھی ہے۔

﴿10﴾......﴿رد مماتیت﴾......

خادم کے والد گرامی (مناظر اسلام، حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر مدظلہ) اس فتنہ کی بنیاد اور تسکین

الصدور'' کی وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں ''سنی دیوبندی مکتبہ فکر کی ہمہ جہت، عظیم الشان خدمات دشمنان اسلام کی نگاہوں میں جب کانٹا بن کر کھٹکنے لگیں تو بعض شر پسند عناصر نے اس متحدہ قوت کو تقسیم و منتشر کرنے کے لیے خفیہ منصوبہ بندی کرلی۔ اور عین اس وقت جب کہ ۱۹۵۳ء کے دس ہزار شہدائے ختم نبوت کے مقدس لہو کی سرخی بھی سرزمین لاہور سے مدھم نہ پڑی تھی، انہوں نے ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت چند بااثر افراد کے ذریعہ اہل السنۃ والجماعۃ کے اجماعی و اتفاقی عقیدہ ''حیات النبی'' سے انکار کر کے ایک نئے مکتب فکر کی بنیاد رکھ دی۔

چنانچہ 1956ء کے قریب جامعہ خیر المدارس ملتان کے سالانہ جلسہ میں مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری نے ''عقیدہ حیات النبی'' سے انکار کر کے اس نئے مکتبہ فکر کی بنیاد رکھتے ہوئے انکار حیات النبی کو اپنی تقریر کا موضوع بنالیا۔ دیوبندی حلقے اس فکر جدید سے قطعاً غیر مانوس تھے، لہذا عوام کو اس نئی گمراہی سے بچانے کیلئے حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ کے حکم پر حضرت مولانا محمد علی جالندھری نے اپنی تقریر میں شاہ صاحب کو نشانہ بنائے بغیر اس عقیدہ کی وضاحت فرمادی کہ اسلاف دیوبند، انبیاء کرام علیہم السلام کو انکی قبور مبارکہ میں روح مع الجسد زندہ مانتے ہیں۔ اور عند القبر سماع صلوۃ وسلام کا عقیدہ رکھتے ہیں ۔جس پر شاہ صاحب نے برہمی کا اظہار فرمایا چنانچہ جامعہ کے میزبانوں کی طرف سے اسی موقع پر علماء کی ایک محفل سجالی گئی۔ تاکہ شاہ صاحب کو ''مسلک دیوبند'' سمجھایا جاسکے۔ لیکن شاہ صاحب نے مسلک دیوبند قبول کرنے کے بجائے اس مسئلہ کو اپنی عزت نفس کا مسئلہ بنالیا۔ اور پورے ملک میں تقریر کیلئے مستقل یہی عنوان اختیار کرلیا۔

تصفیہ کی پہلی ناکام کوشش!

مسلک دیوبند کی وحدت پارہ پارہ ہوتے دیکھ کر شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ ۱۸، ۱۹ جون ۱۹۶۰ء کو اپنے مرکز شیرانوالہ دروازہ لاہور میں فریقین کے چیدہ چیدہ علماء کا ایک خاص اجلاس طلب فرمالیا۔ تاکہ افہام و تفہیم کے ذریعے اس مسئلہ کا کوئی حل تلاش کیا جاسکے، لیکن شاہ صاحب اوران کے رفقاء اس خالص افہام و تفہیم کی مجلس کو مناظرانہ و مجادلانہ رنگ دینے کے لیے مختلف علاقوں سے عام لوگوں کی بسیں بھر کر لے گئے۔ جس کی وجہ تصفیہ کی یہ پہلی کوشش ناکام ہو کر رہ گئی۔

تصفیہ کی دوسری ناکام کوشش!

اس کے بعد ملک بھر میں جنگ وجدل کا بازار گرم ہوگیا۔ تو ایک بار پھر چند اکابر نے مصالحت کی کوششیں شروع کردیں۔ چنانچہ ۵ جنوری ۱۹۶۱ء کو سکھر کے اندر فریقین کا اجتماع ہوا جس میں فریقین نے متفقہ طور پر حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی اور حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی رحمہما اللہ کو ثالث تسلیم کیا

اور ثالثوں نے اس مقصد کے لیے ۱۷، ۱۸ جنوری کو سکھر میں فریقین کو طلب کر لیا۔ اتفاقاً ان تاریخوں میں مولانا محمد علی ایک تقریر کے سلسلے میں گرفتار کر لیے گئے اور سکھر کا اجتماع مؤخر ہو گیا۔ اس کے بعد ثالثوں نے اپنی سہولت کے لیے فریقین سے تحریری مؤقف طلب کر لیے تا کہ اُن کی روشنی میں وجہ اختلاف تک رسائی آسان ہو سکے۔ مولانا محمد علی جالندھری اور مولانا لال حسین اختر رحمہما اللہ نے اپنا تحریری مؤقف ارسال کر دیا۔ لیکن شاہ صاحب نے اپنا مؤقف و نظریہ تحریری طور پر دینے سے انکار کر دیا۔ جس کی وجہ مصالحت کی یہ دوسری کوشش بھی نا کام ہو کر رہ گئی۔

تصفیہ کی تیسری ناکام کوشش!

اس کے بعد ۱۹۶۲ء میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ دیو بند سے پاکستان تشریف لائے تو انہوں نے بھی فریقین کے درمیان مصالحت کی کوششیں شروع کر دیں۔ چنانچہ ۲۲ جون ۱۹۶۲ء کو راولپنڈی کے اجلاس میں انہوں نے درج ذیل تحریر فریقین کے سامنے رکھی۔

''وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بہ تعلق روح حیات حاصل ہے۔ اور اس حیات کی وجہ روضۂ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔''

اس تحریر پر حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب......حضرت مولانا محمد علی جالندھری......حضرت مولانا قاضی نور محمد صاحب......اور حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمہم اللہ نے دستخط ثبت فرمائے۔

نوٹ: اجلاس راولپنڈی کی مذکورہ تمام کاروائی حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب نے اپنے مضمون بعنوان ''مسئلہ حیات النبی سے متعلق چار سالہ نزاع کا خاتمہ'' میں تحریر فرما دی ہے، جو ماہنامہ دار العلوم دیو بند (ستمبر ۱۹۶۲ء) اور ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی (اگست ۱۹۶۲ء) میں شائع ہو چکا ہے۔

سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری نہ مذکورہ اجلاس میں شریک ہوئے اور نہ مذکورہ تحریر پر انہوں نے دستخط فرمائے۔ جس کی وجہ سے حضرت مولانا قاضی نور محمد صاحب اور حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب نے ان کے بارہ میں درج ذیل تحریر علیحدہ لکھ کر دی۔

''ہم (حضرت مولانا قاضی نور محمد صاحب اور مولانا غلام اللہ خان صاحب) اس کی پوری کوشش کریں گے کہ سید عنایت اللہ شاہ صاحب سے اس تحریر (مندرجہ بالا) پر دستخط کرائیں، جس پر ہم نے دستخط کیے ہیں۔ اگر ممدوح اس پر دستخط نہ کریں گے تو ہم مسئلہ حیات النبی میں اس تحریر کی حد تک ان سے برأت کا اعلان کر دیں گے۔ نیز اپنے جلسوں میں ان سے مسئلہ حیات النبی پر تقریر نہ کرائیں گے۔ اور اگر اس مسئلہ میں وہ کوئی مناظرہ وغیرہ کریں گے تو ہم اس بارے میں ان کو مدد نہ دیں گے......

نور محمد خطیب قلعہ دیدار سنگھ......لاشئی غلام اللہ خان ۲۲ جون ۱۹۶۲ء......(بحوالہ ماہنامہ دار العلوم، ستمبر ۱۹۶۲

ص۱۵)

البتہ حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب رحمہ اللہ چونکہ اپنے ایک مکتوب کے ذریعے اپنے ''عقیدہ حیات النبی'' کی وضاحت فرما چکے تھے، اس لیے مذکورہ تحریر پر اُن کے دستخط کرانے کی ضرورت محسوس نہ کی گئی۔ چنانچہ مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ اس کی وضاحت اس طرح فرماتے ہیں کہ اس مختصر عبارت کی کافی تفصیل کیونکہ قاضی شمس الدین (حضرات برادر خورد، مولانا قاضی نور محمد صاحب) اپنے مکتوب میں لکھ کر مولانا محمد علی صاحب جالندھری کے پاس بھیج چکے تھے، اس لیے یہ عبارت بالا ان کی مسلمہ ہے۔ بنابریں اس عبارت پر ان کے دستخط کرانے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی، عبارت بالا کو ان کی مسلمہ سمجھا جائے۔......(ایضاً ص ۱۵)

اس اعتبار سے گویا جمعیۃ اشاعت التوحید والسنۃ کے تین ذمہ دار حضرات (مولانا قاضی نور محمد صاحب، مولانا غلام اللہ خان صاحب، مولانا قاضی شمس الدین صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ) عقیدہ حیات النبی کی مذکورہ تحریر پر متفق تھے۔ لیکن بدقسمتی سے سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری اور اور ان کے بعض شدت پسند رفقاء اس سے اتفاق نہ کر سکے۔ اور اس طرح مصالحت کی یہ تیسری کوشش بھی ناکام ہو کر رہ گئی۔

جمعیت علماء اسلام کا فیصلہ اور''تسکین الصدور''کی تالیف!

افہام وتفہیم کے ذریعے جب مصالحت کی تمام کوششیں ناکام ہو چکیں اور سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری، اپنی جماعت کے مرکزی امیر (حضرت مولنا قاضی نور محمد صاحب رحمہ اللہ) اور ناظم اعلیٰ (مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ) کی تائیدی تحریر بھی مسترد کر چکے تو اکابر دیوبند نے مصالحت کی جملہ کوششیں ترک کر کے ''مسلک دیوبند'' کو شاہ صاحب کے پیدا کردہ شکوک وشبہات سے بچانے اور قرآن وسنت واجماع امت کی روشنی میں اسے واضح کرنے وآشکارا کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ۴ اگست ۱۹۶۲ء کو جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی شوریٰ کا ایک اجلاس منعقد ہوا، جس میں محدث کبیر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کی تحریک اور دیگر علماء کی تائید سے امام اہل السنۃ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کو منتخب کیا گیا کہ وہ قرآن وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں دلائل وبراہین کے ساتھ مسلک دیوبند کی ترجمانی کرتے ہوئے ''عقیدہ حیات النبی'' کو واضح کریں۔ چنانچہ جمعیۃ کی مرکزی شوریٰ کے فیصلے کے مطابق حضرت امام اہل السنۃ رحمہ اللہ نے ''تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتیٰ فی البرزخ والقبور'' تالیف فرمائی، جسے اکابرین جمعیۃ کی موجودگی میں پڑھ کر سنایا گیا۔ اور پھر درج ذیل اکابر علماء نے اس پر تصدیقات ثبت فرمائیں۔

اس اعتبار سے (''المھند علی المفند'' کے بعد) عقیدہ حیات النبی کے بارہ میں یہ کتاب اکابرین

دیوبند کی دوسری اجماعی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ اس پر اس وقت کے تقریباً تمام قابل ذکر اکابر علماء کی تصدیقات آچکی ہیں۔(مزید تفصیل کے لیے دیکھیے مولانا عبدالروف چشتی کا مضمون، ''صفدر دواخانہ کی دوائیں'' [باب 6])

﴿24﴾**تسکین الصدور** فی تحقیق احوال الموتیٰ فی البرزخ والقبور:

جس میں قرآن کریم، صحیح احادیث اور حضرات سلفِ صالحین رحمہم اللہ کی واضح عبارات سے قبر کا مفہوم اور راحت اور عذابِ قبر کے بارے میں اسلامی نظریہ بیان کیا گیا ہے۔ اور صحیح احادیث اور ٹھوس عبارات سے قبر میں اعادۂ روح پر نفیس اور مدلل بحث کی گئی ہے۔ نیز حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور میں حیات اور عندالقبور ان کے سماع پر واضح دلائل اور براہین سے تحقیق کی گئی ہے اور عام سماعِ موتیٰ پر مختصر مگر اصولی بحث کی گئی ہے۔ اور مسئلہ توسل پر بھی بحمد اللہ تعالیٰ سیر حاصل اور باحوالہ بحث کی گئی ہے۔ اور اس سلسلہ میں کیے گئے جملہ اعتراضات کے کتبِ تفسیر وعقائد، شروح حدیث اور فقہ سے بفضلہٖ تعالیٰ مسکت جوابات عرض کیے گئے ہیں۔ نیز تسکین الصدور پر کیے گئے قابل توجہ اعتراضات کا خوب جائزہ لیا گیا ہے۔

رأس الاتقیاء حضرت مولانا فخر الدین صاحب رحمہ اللہ (سابق شیخ الحدیث: دارالعلوم دیوبند) تحریر فرماتے ہیں کہ:

کتاب اپنے لحاظ سے بے مثل ہے اور واقعی اسم با مسمیٰ۔ تسکین الصدور ہی سے ہر مسئلہ نہایت واضح طریق پر دلائل سے آراستہ وپیراستہ ہے۔ اور مخالفین کے دلائل کا صحیح رد، جس سے دیکھنے والے کو حق معلوم کرنے میں زبردست امداد حاصل ہوسکے۔

صدر المفتیین حضرت مولانا مفتی مہدی حسن رحمہ اللہ (مفتیٔ اعظم: دارالعلوم دیوبند) لکھتے ہیں کہ:

کتاب تحقیقات سے مملو اور دلائل سے مشحون ہے، عوام وخواص دونوں طبقوں کے لیے بہت مفید ہے۔ پڑھنے کے بعد مجھ جیسے نااہل کے صدر کو تسکین، دل میں سرور اور آنکھوں میں نور پیدا کردیا۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ (مہتمم: دارالعلوم دیوبند) رقمطراز ہیں کہ:

اس کتاب کی عظمت ووقعت کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ مولانا سرفراز خان صاحب کی تالیف ہے، جو اپنی محققانہ اور معتدلانہ طرزِ تالیف میں معروف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ (یہ کتاب) اس موضوع کے مسائل میں تسکین الصدور ہی ہے۔ اس سے دل میں سرور اور آنکھوں میں نور پیدا ہوتا ہے۔

رئیس المحققین حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

ماشاءاللہ خوب لکھا ہے، ہر ہر گوشے پر سیر حاصل بحث ہے اور ہر ہر دعویٰ کو مدلل ومبرہن کیا ہے۔

استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

مسائل کو ادلہ کثیرہ سے ایسا مبرہن کیا ہے کہ اس سے زائد کی گنجائش نہیں۔

محدث کبیر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

الحمد للہ کہ برادر موصوف نے توقع سے زیادہ مواد جمع کر کے تمام گوشوں کو خوب واضح کر دیا ہے اور تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔میرے ناقص خیال میں اب یہ تالیف اس مسئلہ میں جامع ترین تصنیف ہے۔

فقیہہ النفس حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نے میری دلی تمنا مولانا (رحمہ اللہ) کے ہاتھوں پوری فرمادی۔اس لیے حرف حرف مزے لے لے کر پڑھتا چلا گیا، ہر ہر بحث پر دل باغ باغ ہوتا گیا اور دعاؤں میں سرشار ہوتا رہا۔

حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

''تسکین الصدور'' اپنے موضوع اور مسلک اہل السنۃ والجماعۃ میں کافی وشافی ہے۔اور پچھلی تصانیف سے مغنی ہے۔

عمدۃ الفقہاء حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

ماشاء اللہ آپ نے حیات النبی اور سماع موتی پر خوب کلام کیا ہے اور درمیان درمیان میں اصولِ حدیث اور تنقید حدیث کا طریقہ بھی اچھا بیان کیا ہے۔

یادگارِ سلف حضرت مولانا عبد الحق صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

کتاب ''تسکین الصدور''،سرورِ قلب اور تبرید بصر کا موجب بنی۔

سید العلماء حضرت مولنا عبد الخالق صاحب رحمہ اللہ (مظفر گڑھی) تحریر فرماتے ہیں کہ:

(تسکین الصدور میں) مسائل کو نہایت محققانہ طور پر بیان کی گیا ہے اور اس سلسلہ میں کیے گئے جملہ اعتراضات کے مسکت جواب دیے گئے ہیں۔

شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''تسکین الصدور'' کا بڑی دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کیا اور ماشاء اللہ اس کو اسم بامسمیٰ پایا۔مولانا سرفراز خان صفدر (رحمہ اللہ) نے یہ کتاب تالیف فرما کر پوری پوری دادِ تحقیق دی۔اور پوری جماعت پر عائد شدہ فریضہ کو دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ کے ساتھ انجام دے کر سب کو سبکدوش کر دیا۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

''تسکین الصدور'' کو جوں جوں دیکھتا جاتا تھا دل سے دعائیں نکلتی تھیں کہ ماشاء اللہ تحقیق کا حق بھی پورا ادا کر دیا اور دوسروں پر تنقید کا طرز بھی بہت اچھا اور متین ہے۔

مجاہد حق گوحضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

علماء حق مسلمانوں کے ایمان کے محافظ ہیں۔آپ نے اس حفاظت کا پورا فریضہ ادا کیا۔ ہمارا پختون علاقہ جوکل کے کل اہل السنۃ والجماعۃ حنفی مسلمان ہیں آپ کی اس کتاب سے ان کو پوری تسکین ہوگی۔

امام المناظرین حضرت مولنادوست محمد قریشی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

جناب نے اس کتاب میں ہمارے اسلاف کی صحیح ترجمانی اورتشریح فرمائی ہے۔

فاضل بے نظیر حضرت مولانا مفتی احمد سعید صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

الحمدللہ کتاب ’’تسکین الصدور‘‘ دفعِ وساوس کے لیے کافی اوراطمینانِ قلب کے لیے وافی ہے۔منصف کے ہاتھ ایک مشعلِ ہدایت ہے اورمتردد کے لیے برہان ساطع۔ بلاریب یہ کتاب اسم بامسمیٰ ہے۔

مقتدائے انام حضرت مولانا نذیر اللہ خان صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

بحمداللہ ’’تسکین الصدور‘‘ اہلِ انابت کے لیے اسم بامسمیٰ ثابت ہوئی۔حوالجات کاذخیرہ موجود ہے۔اور مستحکم دلائل اورواضح حجج سے مسئلہ حیاۃ انبیاء علیہم السلام کومبرہن اورواضح فرمایا۔

﴿25﴾ **سماع الموتیٰ** (المقلب ’’باثبات السماع والشعور لحملۃ اھل القبور‘‘):

بحمداللہ تعالیٰ وحُسن توفیقہ جس میں بے حد کوشش اور خاصی کاوش کے ساتھ قرآن کریم، صحیح احادیث، کتب تفسیر، کتب فقہ اورفتاویٰ سے مسئلہ سماع موتی کا مثبت ومنفی پہلوواضح سے واضح تر کیا گیا ہے۔ اوراس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جمہورامت عندالقبور سماع الموتی کی قائل ہے اورحضرات فقہاءاحناف رحمہم اللہ کا معتد بہ طبقہ اوراکابر علماء دیوبند کی اکثریت سماع الموتی کی قائل ہے۔اورعدم سماع الموتی کے قائلین حضرات کے دلائل بھی نقل کر کے کتاب وسنت اورفقہ کی روشنی میں ان کے واضح جوابات عرض کردیے گئے ہیں۔اور یہ بھی واضح کردیا گیا ہے کہ حضرات ائمہ اربعہ میں سے کوئی امام اورخصوصاً امام اعظم ابوحنیفہ رحمہم اللہ سماع الموتی کے منکرنہیں، بلکہ مقرہیں اوران کی طرف عدم سماع الموتی کی جو روایتیں منسوب کی جاتی ہیں وہ سب شاذ اورغیر معتبر ہیں۔الغرض ٹھوس حوالوں کے ساتھ اردوزبان میں بفضلہٖ تعالیٰ یہ جامع کتاب ہے۔

فخر الامثال، عمدۃ المحققین حضرت مولانا سیداحمدرضا شاہ صاحب بجنوری لکھتے ہیں:

سماع الموتی کا مطالعہ کیا، دل خوش ہوا، خوب خوب دادتحقیق دی ہے۔جزاکم اللہ خیرالجزاء

عالم جلیل، فقیہ کامل، رئیس المحدثین حضرت مولانا سیدمحمد یوسف بنوری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

سماع الموتی موصول ہوکر باعث شکر گزاری ہوئی۔ ماشاء اللہ عمدہ ہے۔تسکین الصدور کے بعد یہ تصنیف مزید سکون صدر کاذریعہ ہوئی۔

عالم باعمل حضرت مولانا نذیر اللہ خان رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

سماع الموتی نہایت مبرہن ومدلل ہے حوالہ جات اور ادلہ کاملہ کے ذخائر سے بھرپور ہے۔ طلبہ وعلماء کے لیے ایک بہترین علمی تحفہ ہے۔

﴿26﴾ **المسلک المنصور** فی رد الکتاب المسطور:

تسکین الصدور میں امت مسلمہ کے اتفاقی واجماعی عقیدہ کو مضبوط دلائل سے اجاگر کیا گیا ہے کہ "الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون" اور یہ حیات گو اس دنیا میں رہنے والوں کے ادراک وشعور اور حس سے بالاتر اور "ولکن لا تشعرون" میں داخل مگر ہے ان اجساد مطہرہ کے بواسطہ ارواح طیبہ کے تعلق سے جو دنیا میں حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حاصل تھے اور اسی حیات کے آثار میں سے ہے کہ عند القبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ وسلام سنتے اور اس کا جواب دیتے ہیں لیکن جناب (محمد حسین) نیلوی صاحب یہ کہتے ہیں کہ قبور میں حیات انبیاء کا عقیدہ معتزلہ، جہمیہ، معطلہ، منافقوں، روافض، قادیانیوں، ہندوؤں اور بریلویوں کا ہے (معاذ اللہ) (لہذا انہوں نے "تسکین الصدور" کا جواب "الکتاب المسطور" کے نام سے لکھا۔) اس کتاب میں انہی کے باطل نظریہ کو باحوالہ نقل کر کے اس کا علمی اور تحقیقی تجزیہ کیا گیا ہے۔ قارئین کرام خود فیصلہ کرلیں۔

﴿27﴾ **الشهاب المبین** علی من انکر الحق الثابت بالادلة والبراهین:

بحمد اللہ تعالیٰ وحسن توفیقہ اس کتاب میں رسالہ "الشهاب الثاقب علی من حرف الاقوال والمذاهب" کا نہایت ہی احسن اور سلجھے ہوئے انداز میں علمی اور تحقیقی طور پر جائزہ لیا گیا ہے اور صریح حوالوں سے مصنف "الشهاب الثاقب" کی غلطیاں اور علمی مغالطے اجاگر کر کے ان کا رد کیا گیا ہے۔ حضرت علماء اور طلباء کو بفضلہ تعالیٰ اس میں کئی ٹھوس اور جدید علمی اور تحقیقی بحثیں نظر آئیں گی جن سے علمی مغالطے اور جہل کافور ہوگا۔

حضرت اقدس داداجان رحمہ اللہ کی مایہ ناز تصنیف لطیف ''سماع الموتی'' منظر عام پر آنے کے بعد پنجریوں (مماتیوں) میں کھلبلی مچ گئی اور نام نہاد توحیدیوں کی صفوں میں قیامت برپا ہوگئی، پنجری طبقہ فکر نے عوام کو مطمئن کرنے اور اپنی خفت مٹانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے "الشهاب الثاقب" کے نام سے کتاب لکھ کر مؤلف "سماع الموتیٰ" اور ان کی جماعت کو نیچا دکھانے کی بہت کوشش کی مگر وہ اس میں کامیاب نہیں ہوسکے۔ اس کتاب میں حضرت داداجان رحمہ اللہ نے اس کا ''تانابانا'' اور ''حدود اربعہ'' کی وضاحت کی ہے قارئین خود ہی جان لیں گے کہ مؤلف "الشهاب الثاقب" اور ان کی جماعت دلائل کے اعتبار سے کتنے پانی میں ہے۔

﴿11﴾..................﴿رد بریلویت﴾..................

یہ وہ فتنہ ہے جس نے ہمارے خانقاہی نظام کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں۔قبر پرستی اور سماع بالمزامیر کے رجحان نے مزارات کا تقدس پامال کر کے رکھ دیا۔ہمارا خانقاہی نظام جو کبھی تزکیۂ نفس کے لیے اصلاح نفس کا ضامن تھا،شرک و بدعات کا نمونہ بن کر رہ گیا۔اس فتنہ کو بھی ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت انگریزی مفادات کے حصول کے لیے وجود میں لایا گیا اور پھر ان کے اعلیٰ حضرت خانصاحب بریلوی کے ذریعے حضرات اکابرین دیوبند پر کفر وارتداد کے فتووں کی مشین چلائی گئی اوران کو وہابی کہہ کر مسلمانوں کو ان سے سخت نفرت دلانے کی کوششیں کی گئیں۔چنانچہ "راہ سنت" کے آغاز میں حضرت اقدس داداجان رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: ''انگریز کے لیے کم وبیش 100 (سوسال) تک اکابرین دیوبند، کیا ہندوستان اور کیا بیرون از ہند ایک ناگہانی مصیبت بنے رہے۔ان اکابر نے تقریر وتحریر اور اپنے عمل سے برطانیہ کی حکومت کی بنیادیں کھوکھلی کرنا شروع کردیں۔مگر برطانیہ تو ابلیسِ سیاست تھا،اس نے ان اکابر کو مسلمانوں کی نگاہوں میں حقیر وذلیل کرنے کے لیے ایسے ایسے حربے استعمال کیے کہ " الامان والحفیظ"اوران کی تکفیر کے لیے بڑے بڑے مولوی اور مفتی خریدے گئے اوران اکابر پر جس طرح افتراء اور بہتان مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی نے باندھے ہیں اور کسی سے یہ خدمت ادا نہ ہوسکی۔[''راہِ سنت''ص ۷]

چنانچہ اہل بدعت نے نصوص قطعیہ سے ثابت شدہ امور کے انکار اور نت نئے من گھڑت مسائل(بدعات) میں عوام کو الجھا کر انگریز کا حق نمک خوب ادا کیا۔اور ''مختارِ کل''، ''علم الغیب''، ''حاضروناظر'' اور ''نوروبشر'' وغیرہ مسائل میں اہل السنۃ والجماعۃ اور احناف کے خلاف نظریہ رکھنے کے باوجود اپنے آپ کو "اهل السنة والجماعة حنفی" کہلوانے پر مصر ہیں۔تاکہ بے چاری سادی عوام کو اس مبارک عنوان سے دھوکہ دے کر علماء دیوبند کی نفرت ان کے دل ودماغ میں بٹھانے میں کامیاب ہوسکیں۔اسی مقصد کی تکمیل کی خاطر عوام کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ دیوبندی (نعوذ باللہ) گستاخِ رسول، درود کے منکر اور صلوٰۃ وسلام کے منکر ہیں وغیرہ وغیرہ

چنانچہ داداجان رحمہ اللہ نے اس فتنۂ ضال ومضل کے رد میں "راہِ سنت"، "دل کا سرور"، "آنکھوں کی ٹھنڈك"، گلدستۂ توحید"،اور"ازالۃ الریب" وغیرہ کتب تصنیف فرما کر ان کی حقیقت اور اصلیت کو واشگاف فرمایا۔اوران کی من گھڑت قبیح ومذموم بدعات ورسومات کا مدلل رد کیا۔جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

﴿28﴾**راہ سنت** (المنهاج الواضح):

جس میں بڑی تحقیق اور عرق ریزی سے اہل السنۃ والجماعۃ کے دلائل کا معیار اور بدعتِ لغوی اور شرعی کا مفہوم اور حکم، قرآن کریم، صحیح احادیث اور صدہا عبارات سے واضح کیا گیا ہے اور تمام مشہور بدعات (مثلاً میلاد، عرس، قبروں پر چراغاں کرنا، قبروں کو پختہ بنانا، قبر پر اذان کہنا، نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا، تیجہ، ساتواں، دسواں، چالیسواں، حیلۂ اسقاط، دورانِ قرآن وغیرہ وغیرہ) پر فرداً فرداً مفصل بحث کی گئی ہے۔ اور فریق مخالف کو مسقط اور مسکت جواب دیے گئے ہیں۔ اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اکابر علماء دیوبند پکے حنفی اور سنّی مسلمان ہیں، ان کو وہابی وغیرہ کہنا سراسر بہتان، خالص افتراء اور سفید جھوٹ ہے۔

<u>حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:</u>

آج اسلاف صالحین کے ایک خلفِ رشید مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر (رحمہ اللہ) نے اسی (سنت و بدعت کے) فرق کو اس دور کے عام مخترعات و محدثات میں مثبت و منفی پہلو سے محققانہ دلائل کی روشنی میں نہایت ہی واضح اور پاکیزہ انداز میں واشگاف کیا ہے، جس کی شاہد عدل ان کی حالیہ تصنیف ''راہِ سنت'' ہے۔ یہ اسم بامسمّیٰ کتاب ''راہِ سنت'' حقیقتاً راہِ سنت کی داعی ہے۔ اس متین انداز اور علمی رنگ پر کوئی شبہ نہیں کہ مصنف ممدوح نے نہ صرف مسائل کا اثبات ہی کر دیا ہے بلکہ خصوم پر حجت بھی قائم کر دی ہے۔

<u>حضرت مولانا السید مفتی مہدی حسن رحمہ اللہ [صدر مفتی: دار العلوم دیوبند] لکھتے ہیں:</u>

''راہِ سنت'' کو پڑھا، زبان شُستہ وصاف، جدال ورنگِ مناظرانہ سے دور اور مضامین کی جامع کتاب ہے۔ بدعات کے سلسلہ کی اپنے رنگ کی یہ پہلی کتاب ہے جس میں بدعات کا رد نئے اسلوب سے کیا گیا ہے اور اتباع سنت کو بطریقِ احسن ثابت کیا گیا ہے۔ ہر شخص کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ اہل اہواء کے لیے بھی مفید ہے۔

<u>استاذ العلماء شیخ التفسیر حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ [شیخ التفسیر: دار العلوم دیوبند] تحریر فرماتے ہیں:</u>

عصر حاضر کی اکثر بدعات کی محققانہ تردید اس میں موجود ہے۔ مبتدعین کے اعتراضات اور دلائل کے جوابات نہایت عالمانہ اور دلکش انداز میں دیے گئے ہیں۔ بدعت شرعیہ کے حدود کو متعین کرنا ایک علمی اور دقیق بحث ہے، میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ مصنف موصوف نے اس اہم مورچہ کو ایک بہت بڑی حد تک سر کر لیا ہے۔

﴿29﴾**بابِ جنت** (بجواب راہِ جنت):

جس میں ٹھوس حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ کتاب ''راہِ جنت'' میں جو ''راہِ سنت'' کے

جواب میں لکھی گئی ہے، ”راہِ سنت“ کے بیسیوں مسائل اور حوالے ایسے ہیں جن کا کوئی جواب نہیں دیا گیا اور اصولِ جواب کے طور پر گویا تسلیم کر لیا گیا کہ ”راہِ سنت“ کے دلائل اور حوالے بالکل لاجواب ہیں۔ جن کا فریقِ مخالف کے پاس کوئی جواب نہیں اور جن بعض مسائل اور دلائل کا جواب ”راہِ جنت“ میں دیا گیا ہے اُن کا ”تانا بانا“ بھی عرض کیا گیا ہے۔ اور ثابت کیا گیا ہے کہ ”راہِ سنت“ کے کسی مسئلے کا یہ جواب نہیں ہے، محض سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے اور اپنے ناخواندہ حواریوں کو صرف لفظوں میں خوش کرنے کے لیے یہ باور کرایا گیا ہے کہ ”راہِ سنت“ کا جواب ہو گیا ہے۔ اور مفتی صاحب کے علم دیانت کے کئی مخفی گوشوں کو بھی اُجاگر کیا گیا ہے کہ ہر ذی علم انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔

داداجان رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ”“”راہِ جنت“ کے پیش لفظ میں لکھا ہے کہ اصل نام تو ”طلطمہٗ شیرِ ببر، برنجدی زادہ گکھڑ“ تھا۔ لیکن بعد کو اس کا نام ”راہِ جنت“ رکھا گیا ہے۔ اگر وہ کتاب کا نام یہ رکھ لیتے تو ہمیں بھی حق حاصل تھا کہ ہم اپنی کتاب کا نام ”طلطمات شیرِ سوات، برزخِ مبتدع زادہ گجرات“” رکھ دیتے۔ لیکن چونکہ انہوں نے وہ نام نہیں رکھا اس لیے ہم بھی یہ نام نہیں رکھتے انہوں نے اپنی کتاب کا نام ”راہِ جنت“ رکھا ہے ہم اپنی کتاب کا نام ”بابِ جنت“ رکھتے ہیں۔ [بابِ جنت ص۱۰]

﴿30﴾دل کا سُرور:

جس میں قرآن کریم، صحیح احادیث، عقائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جمہور سلف وخلف سے ثابت کیا گیا ہے کہ تکوینی اور تشریعی طور پر حاکم اور مختار کل صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے۔ کسی دوسرے کو نہ ذاتی طور پر اختیار حاصل ہے اور نہ عطائی طور پر، فریقِ مخالف نے جن آیات واحادیث سے استدلالات کیے ہیں نہایت تحقیق سے ان کے جوابات بھی عرض کر دیے گئے ہیں۔

﴿31﴾آنکھوں کی ٹھنڈک(تبريد النواظر، في تحقيق الحاضر والناظر):

جس میں بڑی تحقیق وجستجو سے قرآن کریم، صحیح احادیث، عقائد حضرات صحابہ کرامؓ اور جمہور حضرات سلف وخلف اور حضرات فقہاء احنافؒ کے صریح فتووں سے یہ امر واضح کیا گیا ہے کہ حضرات انبیاء عظام اور اولیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہر جگہ حاضر وناظر (اور عالم الغیب) نہیں ہیں اور فریقِ مخالف کے دلائل کے دنداں شکن جوابات بھی درج کیے گئے ہیں۔” **والله يقول الحق وهو يهدى السبيل**“

<u>شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:</u>

مولانا ممدوح نے قرآن مجید کی شہادتوں، صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف کی احادیث کے ساتھ ساتھ احناف حضرات کے فتاویٰ کے حوالوں سے بھی حضرات دیوبند کے عقیدہ کی تائید ثابت کی

ہے۔اس کے علاوہ مولانا ممدوح نے مخالفین کی اٹھارہ دلیلوں کے بہترین جوابات دیے ہیں۔ ہر حنفی سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کتاب کو پڑھیں۔

استاذ العلماء شیخ التفسیر حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

یہ کتاب اپنے موضوع میں بے مثال ہے۔اس موضوع پر ایسی عمدہ جامع وپُر از معلومات کتاب اب تک میری نظر سے نہیں گزری۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

جناب کی تالیفات بحمد اللہ محققانہ ہوتی ہیں نہ ہم جیسوں کی تقریظ کی محتاج ہیں اور ترمیم کی تو کیا ہوتیں؟

﴿32﴾**تفریح الخواطر** فی رد تنویر الخواطر:

مسئلہ ”الحاضر والناظر“ پر داداجان رحمہ اللہ کی شاہکار اور لاجواب تصنیف تبرید النواظر (”آنکھوں کی ٹھنڈک) کے میدان میں آنے کے بعد جہاں اہل حق کو خوشی اور طمانیت ہوئی وہاں اہل باطل کے پیٹ میں مروڑ شروع ہوگئے۔اُن کو اس عظیم الشان تالیف سے بڑی سخت کوفت ہوئی، کچھ عرصہ تو انہوں نے خاموشی اختیار کی مگر داداجان رحمہ اللہ کے بقول ”اُن کی باسی کڑھی میں بالآخر اُبال آ ہی گیا“، چنانچہ اُن کے نام نہاد مناظر اسلام صوفی اللہ دتہ صاحب نے ”تنویر الخواطر“ کے نام سے اس کا رد لکھا۔اس کتاب میں حضرت داداجان رحمہ اللہ نے اُن کے دلائل کی کل کائنات اور کے شبہات کا ”تانا بانا“ باحوالہ پیش کیا ہے۔جو واقعی اہل علم کے پڑھنے کے قابل ہے۔

﴿33﴾**عبارات اکابر**:

جس میں اُن بعض اصولی اور بنیادی عبارات کو پیش کر کے ان کے قدرے مفصل جوابات دیے گئے ہیں، جنکی وجہ سے مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی اور ان کے متبعین، حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل صاحب شہید رحمہ اللہ اور اکابر علماء دیوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم کی تکفیر کرتے ہیں بلکہ دیوبندی اور بریلوی اختلاف اور نزاع کا راز ہی ان کو قرار دیتے ہیں۔اور ان پر بلاوجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام واولیاء عظام علیہم السلام کی گستاخی اور توہین کا بے بنیاد الزام لگاتے ہیں (العیاذ باللہ) اور بعض پر ختم نبوت کے انکار کا باطل اور جھوٹا افتراء باندھتے ہیں، خانصاحب نے ان اکابر کی عبارات میں قطع وبرید کر کے اور اپنی طرف سے ان کے معانی کشید کر کے علماء حرمین شریفین سے ان کی تکفیر بھی کرائی مگر بعد کو اس مکر وفریب کی قلعی ”المهند علی المفند“ کے ذریعہ کھولی گئی۔الغرض نہایت سلیس اور سہل طریقہ سے اس کتاب میں اصل

حقیقت کو آشکارا کیا گیا ہے۔

﴿34﴾ازالۃ الریب عن عقیدہ علم الغیب:

جس میں بڑی تحقیق و جستجو اور محنت شاقہ سے قرآن حکیم، صحیح احادیث، صحابہؓ، تابعین، فقہاء کرام، محدثین اور متکلمین اور بزرگانِ دین وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کی واضح اور روشن تر عبارات اور اقوال، ٹھوس حوالجات سے مستحکم دلائل اور مضبوط براہین کے ساتھ یہ مسئلہ ثابت کیا گیا ہے کہ غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور بس، کسی اور بزرگ، کسی نبی اور فرشتہ حتیٰ کہ جناب امام الانبیاء، خاتم النبیین، حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھی علم غیب نہیں تھا۔ اور اس کے برعکس عقیدہ سراسر غیر اسلامی ہے اور اس عقیدہ کے مخالف حضرات کے تمام تر نقلی و عقلی شبہات کے مسکت جواب دے کر بفضلہ تعالیٰ اس مسئلہ کے مثبت اور منفی پہلو کی علمی بحث کا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ کتاب پڑھنے سے اس کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے اور ذاتی اور عطائی وغیرہ کی تمام دور از کار بحثیں بیک نظر سامنے آجاتی ہیں۔

﴿35﴾اظہار العیب فی کتاب اثبات علم الغیب:

بریلوی عالم مولوی غلام فرید ہزاروی نے اپنے تئیں ’’ازالۃ الریب‘‘ کا جواب دینے کی کوشش کی تو دادا جان رحمہ اللہ نے یہ کتاب تالیف فرمائی۔ جس میں بتوفیق اللہ تعالیٰ غیر اللہ سے علم غیب کی نفی اور علم غیب کے صرف خاصۂ باری تعالیٰ ہونے کے مضبوط دلائل بیان کیے گئے ہیں اور غیر اللہ کے لیے اور علی الخصوص امام الانبیاء، خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب ثابت کرنے والوں کے اصولی شبہات اور نام نہاد دلائل کا بفضلہ تعالیٰ خوب رد کیا گیا ہے اور ’’ازالۃ الریب‘‘ پر کیے گئے اعتراضات کی کائنات اور ’’تانا بانا‘‘ خوب اجاگر کیا گیا ہے۔ اور ان کے دندان شکن جوابات دیے گئے ہیں۔

نوٹ: اس کتاب کے تیسرے باب کے طور پر حضرت دادا جان رحمہ اللہ نے راقم کے والد گرامی حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر مدظلہ کا ایک مضمون ’’البیان الحق ،لحافظ عبدالحق‘‘ کے نام سے شامل کیا، جس کے بارہ میں آپ لکھتے ہیں کہ (’’مؤلف مذکور اور ان کی جماعت کے نام نہاد محقق چونکہ تاریخی حقائق کو بالکل مسخ کرنے کے درپے ہیں، اس لیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم الحافظ القاری المولوی محمد عبدالحق خان بشیر سلمہ اللہ تعالیٰ کا علماء دیوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم کی دینی، ملی اور سیاسی خدمات کے سلسلہ میں ایک مفصل تاریخی اور محقق مضمون بھی عرض کر دیں۔ صفدرؔ‘‘)

<u>حضرت مولانا علامہ عبدالدیان کلیم صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:</u>

کتاب ’’اظہار العیب‘‘ بہت عمدہ، عالمانہ اور محققانہ تصنیف ہے جس میں اہل بدعت کے مزعومہ

عقائد کا قرآن وحدیث سے بطلان واضح کر کے اُن قرآنی آیات کا صحیح محل مفسرین کے حوالے سے ثابت کیا گیا ہے۔

﴿36﴾ چالیس دعائیں:

جس میں منکرین دعا کی معقول تردید کی گئی ہے اور فلسفہ دعا پر بصیرت افروز تبصرہ کیا گیا ہے۔ نیز کلمات ادعیہ کا سلیس ترجمہ اور بہترین ربط بیان کیا گیا ہے۔

﴿37﴾ گلدستۂ توحید:

جس میں قرآن کریم، احادیثِ صحیحہ، کتب تواریخ اور حضرات فقہائے احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبارات سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مصیبت کے وقت مافوق الاسباب طریق پر غیر اللہ کو پکارنا ناجائز ہے۔ شرک کی تردید کے علاوہ معترضین کے جملہ قابل ذکر استدلالات کے جوابات بھی درج کر دیے گئے ہیں اور اصنام اور اوثان کی پوری حقیقت بھی بیان کردی گئی ہے۔

﴿38﴾ حکم الذکر بالجھر:

جس میں قرآن کریم، صحیح احادیث، کتب تفسیر وفقہ ومستند حضرات صوفیاء کرام کے ٹھوس حوالوں سے یہ امر ثابت کیا گیا ہے کہ جن جن مواقع میں بلند آواز سے ذکر اور دعا ثابت ہے وہاں بلند آواز سے اور دعا کرنے سے شریعت کی منشا پوری ہوگی اور جہاں آواز بلند سے شرعاً دعا اور ذکر ثابت نہیں وہاں آہستہ دعا اور ذکر ہی بہتر اور افضل ہے بلکہ بعض صریح عبارات کے پیش نظر ایسے مواقع میں خصوصاً جبکہ لوگوں کو تکلیف بھی ہوتی ہو ذکر بالجہر حرام، بدعت اور مکروہ ہے اور حضرات صحابہ اور تابعین کا عمل بھی ذکر بالسر ہی کا رہا ہے۔ اور یہی مسلک حضرات ائمہ اربعہ کا ہے۔ مساجد میں بلند آواز سے ذکر اور بلند آوز سے درود شریف کا حکم بھی اس میں واضح حوالوں سے بیان کر دیا گیا ہے اور دیگر کئی مسائل ضمناً اس میں آگئے ہیں۔ اور مجوّزین ذکر بالجہر (اور بریلوی عالم مولانا رسول سعیدی کے رسالہ ''ذکر بالجہر'') کا خالص علمی اور تحقیقی طور پر مسکت جواب بھی دیا گیا ہے اور اس سلسلے میں مختلف پہلو باحوالہ اس کتاب میں آگئے ہیں۔

﴿39﴾ اِخفَاءُ الذِّکر:

جس میں کتاب ''حکم الذکر بالجہر'' پر (مولانا رسول سعیدی بریلوی کی جناب سے) کیے گئے قابل قدر اعتراضات کے مسکت جواب دیے گئے ہیں اور باحوالہ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ نمازوں کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہنے کی بدعت 216ھ میں خلیفہ مامون کے دور میں جاری ہوئی، جو معتزلی اور رافضی تھا اور وہ حکومت کی سطح پر لوگوں کو بدعات پر مجبور کیا کرتا تھا۔ اور صلوٰۃ التسبیح کی روایات اور اس کے راویوں کی نشان

دہی بھی کی گئی ہے کہ ان کی بعض احادیث حسن بلکہ صحیح ہیں اور یہ کہ امام ابن الجوزی متشدد ہیں۔ نیز فریق مخالف کے بزرگوں اور خصوصاً ان کے اعلیٰ حضرت کے فتوے اور صریح حوالے بھی اس میں درج کر دیے گئے ہیں جن کی رو سے ذکر بالجہر اور اذان سے قبل اور بعد درود شریف پڑھنے کا بدعت ہونا ثابت ہے۔ اور جب تلاوت اور ذکر بالجہر سے نمازیوں، سونے والوں اور مریضوں وغیرہم کو اذیت ہوتی ہو تو اس سے رکنا کہاں تک واجب ہے؟ ان کے علاوہ دیگر کئی اہم مسائل اور حوالے بھی اس میں درج کیے گئے ہیں۔ ''ان اُرید الا الاصلاح ماستطعت وما توفیقی الا باللہ''

﴿40﴾**تنقید متین** بر تفسیر نعیم الدین:

اس کتاب میں مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے ترجمۂ قرآن کریم اور ان کے مایہ ناز شاگرد مولوی نعیم الدین صاحب مردآبادی کی تفسیر پر باحوالہ اور ٹھوس دلائل کے ساتھ تبصرہ کیا گیا ہے۔ اور روشن براہین کے ساتھ یہ بات واشگاف کی گئی ہے کہ اس ترجمہ اور تفسیر میں ایسی ایسی باتیں بھی کہی گئی ہیں جو روح اسلام کے سراسر خلاف ہیں، خود قرآن کریم اور صاحبِ قرآن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان باتوں سے بیزار ہیں اور ان میں ایسی باتیں بھی ہیں جو امت مسلمہ کے اجماع کے خلاف ہیں اور فقہاء اسلام بالخصوص فقہاء احناف کثر اللہ جماعتہم ان باتوں سے سخت نالاں ہیں۔ ''واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل''

﴿41﴾**اتمام البرھان** فی رد توضیح البیان:

علماء کرام نے قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں متعدد تراجم امت مسلمہ کی سہولت کے لیے کیے ہیں، اردو زبان میں بھی کئی تراجم ہیں اور متعدد تراجم میں شعوری یا غیر شعوری طور پر اغلاط بھی موجود ہیں۔ لیکن بریلوی حضرات کے اعلیٰ حضرت نے قرآن کریم کے لفظی ترجمہ میں جو اپنے من مانے اور باطل عقائد درج کیے ہیں اور ان لائق شاگرد مرادآبادی صاحب نے اپنی تفسیر میں ان تراجم کو صحیح ثابت کرنے کے لیے جو ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا ہے کسی زبان میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ ہم نے فرضِ کفایہ ادا کرتے ہوئے بعض بزرگوں کے حکم اور مشورہ سے ''تنقید متین بر تفسیر نعیم الدین'' میں خالص علمی انداز میں ان غلط تراجم اور ان کی خودساختہ تفاسیر پر گرفت کی تھی، جس سے اُن کی جماعت کے ایک نام نہاد محقق اور مدقق (مولوی غلام رسول سعیدی) کی باسی کڑی میں اُبال آ گیا اور ''توضیح البیان'' کے نام سے رطب ویابس اکٹھا کر کے ایک ضخیم کتاب لکھ ماری، اس ''توضیح البیان'' کا خالص علمی انداز سے رد اس زیر نظر کتاب ''اتمام البرھان'' میں کیا گیا ہے۔ اس کے کل چار حصے ہیں۔ جو یان حق کو اس میں خاصا علمی مواد ملے گا اور ٹھوس حوالوں کو پڑھ کر وہ بڑے مطمئن ہوں گے۔ اس کو پڑھ کر کچھ چہرے ضرور اُداس بھی ہوں گے، مگر یہ ایک

فطری بات ہے جو ہمارے بس کی نہیں ہے۔

حضرت مولانا علامہ عبدالدیان کلیم صاحب (فاضل دارالعلوم دیو بند) تحریر فرماتے ہیں:

"اتمام البرهان" کا مطالعہ بہت ذوق وشوق سے کیا، بعض مقامات مکرّر، سہ کرّر پڑھے اور ہر مرتبہ نیا کیف حاصل ہوا۔"اتمام البرهان" صوری اعتبار سے خوب اور معنوی اعتبار سے خوب تر ہے۔اہل بدعت کے مخصوص مسائل پر یک جا اتنا مواد "اتمام البرهان" کے چاروں حصوں کے علاوہ شاید ہی کسی کتاب میں مل سکے۔

﴿42﴾درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ:

جس میں قرآن شریف اور حدیث شریف سے درود شریف، دعا اور ذکر کی اہمیت اور فضیلت بیان کی گئی ہے اور ٹھوس تاریخی حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ اذان سے پہلے اور بعد بلند آواز کے ساتھ درود شریف پڑھنے کا خیرالقرون میں کہیں بھی وجود نہ تھا بلکہ یہ آٹھویں صدی ہجری میں مصر کے بعض رافضیوں کی ایجاد کا چربہ ہے اور اس بدعت کے ثبوت پر بزعم خود فریق مخالف کے ایک مولوی صاحب نے (اذان کے ساتھ صلوٰۃ وسلام کے جواز پر ایک اشتہار میں) جو دلائل پیش کیے ہیں ان کا ''تانا بانا'' بھی عرض کر دیا گیا ہے کہ ان میں کوئی وزن نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سنت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔آمین۔

﴿43﴾راہ ہدایت(هدية المرتاب الیٰ طریق الصواب):

جس میں بڑی تحقیق اور عرق ریزی سے قرآن کریم، صحیح احادیث اور ائمہ اہل السنۃ والجماعۃ کی معتبر اور مستند عبارات سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ معجزہ اور کرامت اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جو نبی اور ولی کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے ان کا اس کے صادر کرنے میں کوئی دخل نہیں ہوتا اور نیز یہ کہ معجزات وکرامات علی الصحیح امور غیر عادیہ اور ان کے لیے اسباب خفیہ ہیں اور یہ کہ مافوق الاسباب طریقہ پر ''مختار کل'' اور ''متصرف فی الامور'' صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے اور نیز "فالمدبرات امراً" کی احسن طریق پر تفسیر کر دی گئی ہے اور معجزات وکرامات اور مافوق الاسباب تصرفات کے سلسلہ میں فریق مخالف کے (''دل کا سرور'' کے جواب میں لکھی گئی کتاب هدية الاحباب فی التصرف مافوق الاسباب المعروف ''نورِ ہدایت'' مصنفہ مولوی سید حسین الدین شاہ بریلوی میں) جملہ پیش کردہ استدلالات کے مسکت جوابات دیے گئے ہیں اور حضرت مرشدنا ومولانا حسین علی رحمہ اللہ پر "بلغة الحیران" کی ایک عبارت کے پیش نظر فریق مخالف کی طرف سے جو اعتراض کیا گیا ہے اس کا دندان شکن جواب بھی دیا گیا ہے جو اسی کتاب میں آپ کو ملے گا۔علاوہ ازیں متعدد

ابحاث اس میں مذکور ہیں جو بس دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہیں۔

﴿44﴾ حضرت **ملا علی قاری** اور مسئلہ ''**علم غیب**'' و ''**حاضر وناظر**'':

۱۳۸۶ھ میں حضرت اقدس داداجان رحمہ اللہ کو لائلپور (فیصل آباد) میں ایک مولانا صاحب ملے اور انہوں ایک بریلوی مولوی کے حوالے سے بتایا کہ اُس نے اپنی کتب میں مسئلہ ''علم غیب'' اور ''حاضر وناظر'' میں حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ کو اپنا ہم خیال وہم مسلک ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور لکھا ہے کہ ''حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ کی روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں موجود اور حاضر ہوتی ہے'' الخ۔ اس پر داداجان نے حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ کا مسلک اور نظریہ واضح کرنے کی خاطر یہ رسالہ تصنیف فرمایا۔

اس رسالے میں حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ کی کتب سے واضح اور شفاف عبارات سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ، اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات اقدس کے علاوہ کسی بھی ذات کو ''عالم الغیب'' اور ''حاضر ناظر'' نہیں مانتے، بلکہ دوٹوک الفاظ میں اُن کا یہ نظریہ اُن کی کتب میں موجود ہے کہ ''اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب اور حاضر وناظر ہے۔ اور ان صفات میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ نیز علم غیب کا مفہوم اور دیگر کئی چیزیں بھی ضمناً بیان کی گئی ہیں۔

﴿12﴾......﴿رد منکرین حدیث﴾......

برصغیر کے اندر ترک تقلید کی ترقی یافتہ صورت میں فتنۂ انکارِ حدیث نمودار ہوا۔ منکرین حدیث میں ''سرسید احمد خان''، ''مولوی عبداللہ چکڑالوی''، ''حافظ اسلم جیراجپوری''، ''نیاز فتح پوری''، ''عنایت اللہ مشرقی''، ''غلام احمد پرویز'' اور ''ڈاکٹر غلام جیلانی برق'' کے نام نمایاں ہیں۔ [جیلانی صاحب تائب ہو چکے ہیں۔] جنہوں نے حدیث کو تاریخ اور امت کے اندر انتشار قرار دے کر اس کی شرعی حیثیت سے انکار کر دیا۔ چنانچہ داداجان رحمہ اللہ ''انکار حدیث کے نتائج'' کے آغاز میں سبب تالیف بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''اس ناچیز تالیف کا سبب یہ ہے کہ کافی عرصہ سے منکرین حدیث کی طرف سے حدیث کو ناقابل اعتبار قرار دینے کے لیے نت نئے شوشے چھوڑے جاتے ہیں۔ کبھی یہ کہ حدیث ظنی چیز ہے اور ظنی چیز دین نہیں ہوسکتی۔ کبھی یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مستند مجموعہ لکھ کر امت کے حوالے نہیں کیا، اگر حدیث حجت ہوتی تو آپ کیوں منع کرتے؟ کبھی یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خصوصیت سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما حدیثوں کے اشد مخالف تھے، حتیٰ کہ انہوں نے تو حدیثوں کے مجموعے ہی جلا ڈالے تھے اور حدیث بیان کرنے والوں پر سخت نگرانی اور کڑی پابندی عائد کر دی تھی'' **وغیرهم ذالک**''۔

ان کے مختلف بے ہودہ اور فرسودہ نظریات دیکھ کر افسوس بھی ہوتا ہے اور حیرت بھی کہ انہوں نے حدیث کے انکار کے لیے بیشتر وہی دلیلیں پیش کی ہیں جو کسی وقت عیسائی اور اسی طرح باطل اور بدمذہب فرقے پیش کر چکے ہیں۔شراب تو وہی پرانی ہے البتہ بوتلوں کی رنگت بالکل نئی ہے۔[انکار حدیث کے نتائج ص۶]

﴿45﴾ **’’صرف ایک اسلام‘‘** بجواب ’’دو اسلام‘‘:

ڈاکٹر غلام جیلانی برق کسی دور میں منکرین حدیث ہو گئے تھے،اس وقت انہوں نے ’’دو قرآن‘‘ اور ’’دو اسلام‘‘ کے نام سے دو کتابیں لکھیں،داداجان رحمہ اللہ تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں ملتان جیل میں تھے کہ آپ کو ان میں سے ایک کتاب ’’دو اسلام‘‘ ملی،آپ نے جیل ہی میں اس کا جواب لکھا،رہائی کے بعد اسے شائع کیا،جسے پڑھ کر جیلانی صاحب نے اپنے باطل نظریات سے رجوع کیا اور بعد میں ’’حجیتِ حدیث‘‘ کے نام سے کتاب لکھی۔

اس کتاب میں میں قرآن کریم،صحیح احایث اور صدہا تاریخی اور عقلی دلائل سے غلام جیلانی صاحب برق کی پیچ در پیچ غلطیوں اور مغالطہ آفرینیوں کے دندان شکن جوابات دے کر امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کفر والحاد اور زندقہ سے محفوظ رکھنے کا صحیح راستہ اور مقام بتلایا گیا ہے۔

استاد العلماء،شیخ التفسیر حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

یہ کتاب مسٹر غلام جیلانی برق کی کتاب دو اسلام کی تردید میں لکھی گئی ہے مسٹر موصوف بظاہر منکر حدیث اور در پردہ منکر اسلام معلوم ہوتا ہے اس نے شانِ برقیت کی نمود کے جوش میں احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم یا خرمن اسلام پر جو 36 (چھتیس) تیر برسائے ہیں اس کتاب میں ان کا محققانہ اور دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

منکرین حدیث کے مقابلہ کی تحریر بھی پڑھی،سبحان اللہ بہت ہی تحقیق کے ساتھ آپ نے مواد قلمبند فرمایا ہے۔

﴿46﴾ **انکار حدیث کے نتائج:**

جس میں بڑی تحقیق اور عرق ریزی سے منکرین حدیث کی مختلف کتابوں اور رسالوں سے خود ان کی اپنی عبارات اور تحریرات کے آئینہ میں اُن کے عقائد و اعمال اور افکار و نظریات کا اجمالی خاکہ پیش کیا گیا ہے۔اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ اُن کا دعویٰ تو صرف حدیث کے انکار کا ہے لیکن اصول دین کو کوئی چیز ایسی باقی

نہیں رہ جاتی جس کا انکار ان کے کسی طبقہ نے نہ کیا ہو۔اس سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی جامعیت پر قدر مفصل بحث کی گئی ہے۔نیز دیگر اہم گوشوں کو بھی واضح کیا گیا ہے۔اور منکرین حدیث کے باطل خیالات کا خوب جائزہ لیا گیا ہے۔

﴿47﴾شوق حدیث:

جس میں بڑی محنت اور جستجو کے ساتھ کتب حدیث، کتب اسماء الرجال (بیوگرافی) اور مستند کتب تاریخ وسیر سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ تحصیل علم حدیث میں حضرات محدثین کرام رحمہم اللہ کو بے حد محنت اور بڑی مشقت اور تکالیف ومصائب کا سامنا ہوا ہے اور ایک ایک حدیث کے لیے ان میں سے بعض نے دور دراز کے اسفار طے کیے ہیں نیز محدثین کرام کی قوت یاداشت اور یاد کی ہوئی احادیث میں ان کے امتحانات اس کے ساتھ ان کی عبادت، شب بیداری، مذاکرۂ حدیث، دین کے بے لوث خدمت، وعظ ونصیحت وغیرہ ایسی بے شمار باتوں کا باحوالہ بیان کیا گیا ہے جو قارئین کرام کو آسانی کے ساتھ بڑی بڑی کتابوں میں بھی یکجا دستیاب نہیں ہوسکیں گی۔ہم نے ذات خداوندی پر بھروسہ کرتے ہوئے بڑی کوشش اور کاوش اور تحقیق اور عرق ریزی سے ان جواہر پاروں کو قارئین کرام کی معلومات میں اضافہ کرنے کے لیے مرتب کیا ہے۔"واما بنعمة ربک فحدث"

﴿13﴾..................﴿رد یزیدیت﴾..................

رافضیت کے ردعمل میں خارجیت کا فتنہ نمودار ہوا، جس کے سکہ بند طبقہ نے تو کھل کر خلافت علی، صحابیتِ حسنین اور سیدہ فاطمہ کے خاتون جنت ہونے سے انکار کردیا۔ بلکہ ان عنوانات سے متعلق احادیث صحیحہ سے بھی برأت ظاہر کردی۔لیکن ان کے نچلے طبقہ نے اپنی سرگرمیاں صرف عدالت یزید ثابت کرنے تک ہی محدود رکھیں اور بڑی ڈھٹائی کے ساتھ "فسقِ یزید" کے بارہ میں جمہور ائمہ اہل السنۃ کے فیصلہ کو شیعی اثرات کا نتیجہ قرار دے دیا۔یاد رہے کہ برصغیر کے اندر حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ سے لے کر (شاہ ولی اللہ دہلوی، شاہ عبدالعزیز دہلوی، سید احمد شہید، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، مولانا قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا حسین احمد مدنی، علامہ انور شاہ کشمیری اور مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین سمیت) امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ تک تمام اکابرین اہل السنۃ "فسقِ یزید" پر متفق ہیں اور کسی کو بھی اس سے اختلاف وانکار نہیں۔چنانچہ احقر کے والد مکرم مدظلہ کی مرتب کردہ "حق چار یار جنتری" 1991ء میں درج حوالہ جات اور اس کے علاوہ دیگر کتب جو احقر نے خود دیکھیں ان کے مطابق

''مکتوبات[مترجم] مجدد الف ثانی[بحوالہ، ''آفتاب ہدایت'']، فتاویٰ عالمگیری مقدمہ''ص 1/112]، ''حجۃ اللہ البالغہ'' از شاہ ولی اللہ، ''فتاویٰ عزیزی''[اردو][ص 222]و''تحفہ اثنا عشریہ''[ص 11] از شاہ عبدالعزیز، ''مجموعہ فتاویٰ مترجم''[ص 151]از علامہ عبدالحی لکھنوی، ''صراط مستقیم مترجم''[ص 123]از شاہ اسماعیل شہید، ''مکتوبات سید احمد مترجم''[مکتوب 50، 268] از سید احمد شہید، ''قاسم العلوم''[مترجم][ص 173]، و''اجوبہ اربعین''[ص 185] از حضرت نانوتوی، ''فتاویٰ رشیدیہ''[ص 78، 50] و''ہدایۃ الشیعہ''[ص 55]از حضرت گنگوہی، ''مکتوبات شیخ الاسلام'' از حضرت مدنی[288]، ''امداد الفتاویٰ'' از حضرت تھانوی[4/465]، ''اکفار الملحدین مترجم''[ص 28]از حضرت کشمیری، ''اعلاء السنن'' از علامہ ظفر احمد عثمانی[618]، ''فتاویٰ مفتی محمود''[1/320.... 1/250]، ''سواطع الالہام''[103]از امیر شریعت، ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' از حضرت لدھیانوی[1/230]اور ''خارجی فتنہ'' از مولانا قاضی مظہر حسین وغیرہ کتب میں اکابرین نے یزید کو فاسق، فاجر، پلید، بدبخت اور شرابی لکھا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے جمہور ''اہل السنۃ والجماعۃ'' کا ''فسقِ یزید'' پر اجماع ہے، البتہ اس کے کفر کے بارے میں سکوت کا مسلک ضرور ہے، اسی لیے اُس پر لعنت کرنا جائز نہیں۔

حضرت اقدس داداجان رحمہ اللہ تعالیٰ نہ صرف قرآن وسنت اور فقہ کے مسائل میں اپنے اکابرین کے پیروکار تھے، بلکہ تاریخ کے بھی تمام افکار ونظریات میں وہ اپنے اکابر کے کفش بردار ہی تھے۔ چنانچہ آپ اپنے تلامذہ ومریدین کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

عزیزان گرامی قدر!

میں کسی مسئلہ میں بھی اپنی کوئی رائے نہیں رکھتا بلکہ قرآن وسنت اور فقہ وتاریخ کے تمام افکار ومسائل میں اکابرین علماء دیوبند کی اجماعی تحقیق پر اعتماد کرتا ہوں۔ اور ان کی تمام اجماعی تعلیمات کو حق جانتے ہوئے ان پر عمل پیرا ہونے کو اپنے لیے ہدایت اور نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں۔

چنانچہ ''فسقِ یزید'' کے مسئلہ میں بھی حضرت داداجان رحمہ اللہ نے اپنے اکابرین کا نظریہ ہی اپنایا۔

چنانچہ اپنی مایہ ناز تصنیف "آنکھوں کی ٹھنڈک" [ص 146] میں "یزید" کو "فاسق" لکھا ہے۔[دیکھیے مضمون مولانا عبدالجبار سلفی صاحب] اور جب آپ سے اس بارے میں فتویٰ طلب کیا گیا تو آپ نے اپنی نگرانی میں درج ذیل فتویٰ اپنی تائید ودستخط سے جاری کرایا، جو ماہنامہ "نصرۃ العلوم" گوجرانوالہ [جلد 2 شمارہ 1 نومبر 1996ء] میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

یزید کے متعلق اکابر علماء دیوبند کا نظریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ

اکابر اہل السنۃ اور اسلاف دیوبند کا یزید کے بارہ میں کیا نظریہ ہے؟ وہ خلیفہ راشد تھا یا نہیں؟ اور اس کو فاسق و پلید کہنا کیسا ہے؟ نیز واقعہ کربلا اور واقعہ حرہ میں یزید ملوث تھا یا نہیں؟ واضح فرما کر ممنون فرمائیں۔ بینوا و توجروا

سائل عبدالقیوم طاہر، عرفات ٹاؤن گوجرانوالہ

الجواب ومنه الصدق والصواب

(۱) آج تک کسی نے یزید کے دور حکومت کو خلافت راشدہ میں شمار نہیں کیا اور نہ ہی اس کو خلیفہ راشد کہا ہے۔

(۲) تاریخی حقائق کی روشنی میں یزید کا فسق تواتر تک پہنچا ہوا ہے، اس بنا پر علماء محدثین نے اس کے فسق کا اظہار کیا ہے، مشہور حنفی عالم علامہ ابوبکر الجصاص رحمۃ اللہ علیہ نے احکام القرآن میں یزید کے فسق کا اظہار کیا ہے ملاحظہ ہو "احکام القرآن ص 119" مذہب حنفی کے بلند پایہ محدث حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ نے فسقِ یزید کا اظہار کیا ملاحظہ ہو "شرح فقہ اکبر ص 88" اکابر علماء دیوبند میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے یزید کو ظالم اور پلید لکھا ہے ملاحظہ ہو "فیوض قاسمی ص 32" "اجوبہ اربعین ص 3 ج 2"، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے یزید کو فاسق لکھا ہے ملاحظہ ہو "فتاویٰ رشیدیہ ص 10 ج 1"، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یزید کو فاسق لکھا ہے ملاحظہ ہو "امداد الفتاویٰ ص 416 ج 4"۔

(۳) واقعہ کربلا اور واقعہ حرہ یزید کے دور حکومت میں ہی ہوئے اس لیے اس کو ان واقعات سے بالکل علیحدہ نہیں کیا جا سکتا، ان کی ذمہ داری اسی پر آتی ہے، کیونکہ ان واقعات میں ملوث کسی کو اس نے

سزا نہیں دی، واللہ اعلم بالصواب

احقر عبدالشکور عفا اللہ عنہ — الجواب صواب

دارالافتاء مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ — ابوالزاہد محمد سرفراز

۱۴۰۸/۲/۷ھ — صدر مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

مہر دارالافتاء مدرسہ نصرۃ العلوم — ۷ صفر ۱۴۰۸ھ یکم اکتوبر 1980ء

❀......❀......❀......❀......❀

جیسا کہ راقم اپنے تفصیلی مضمون میں عرض کر چکا ہے کہ گزشتہ سے پیوستہ سال خادم نے والد مکرم مدظلہ کی کتاب ''برصغیر میں اسلام کی آمد و اشاعت ......اور......اسلامی عقائد و نظریات'' مکمل پڑھ کر سنائی، تو داداجان رحمہ اللہ نے اس کی نہ صرف پوری پوری تائید و تصویب فرمائی بلکہ اسے طلباء کے لیے نہایت نفع مند اور ضروری قرار دیا۔ اسی کا ایک باب جو ''فسقِ یزید'' سے متعلق ہے پیش خدمت ہے:

فسق یزید

......﴾یزید کو اپنے بعد ولی عہد مقرر کرنا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ کی اجتہادی خطا تھی، کیونکہ واقعاتی طور پر وہ امت کے مفاد میں نہیں رہی بلکہ امت کو اس سے نا قابل تلافی نقصان پہنچا، البتہ اس تقرر میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بد دیانتی، خود غرضی یا مفاد پرستی کا دخل ہرگز نہ تھا، انہوں نے وقتی مصلحت کے تحت یہ فیصلہ پوری دیانت داری کے ساتھ کیا تھا۔

......﴾تقرر کے وقت عملی اعتبار سے یزید اچھی پوزیشن میں تھا لیکن تقرر کے بعد مفاد پرست ''مشاورت'' کی وجہ سے اس میں عملی خرابیاں پیدا ہوگئیں، جس کی ذمہ داری سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر نہیں ڈالی جاسکتی۔

......﴾واقعہ کربلا میں شہادت حسین رضی اللہ عنہ کی اصل ذمہ داری اگرچہ گورنرِ کوفہ عبید اللہ بن زیاد پر ہے، لیکن یزید کو بھی بحیثیت حکمران وقت اس سے بری الذمہ قرار نہیں دیا جاسکتا، کیونکہ اُس نے نہ ابن زیاد کو اس جرم میں معزول کیا اور نہ سزا دی۔

......﴾مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ پر چڑھائی، ان کی بے حرمتی اور مسلمانوں کی قتل و غارت گری بھی یزید کا سیاہ کارنامہ ہے۔

......﴾جمہور اہل السنۃ اور تمام اکابرین دیوبند کے نزدیک یزید ''فاسق و فاجر'' تھا البتہ اُس پر لعنت کرنا

درست نہیں۔اسی لیے امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے یزید کو ''امیر المؤمنین'' قرار دینے والے شخص کو 20 کوڑوں کی سزا دی۔[لسان المیزان ج6 ص294]

......﴾تاریخی اعتبار سے یزید کو فاسق قرار دینے کے تین اسباب بیان کیے گئے ہیں، پہلا یہ کہ وہ ذاتی طور پر شدید قسم کی معصیتوں میں مبتلا تھا۔دوسرا یہ کہ وہ بالواسطہ یا بلاواسطہ ''واقعۂ کربلا'' کے جرم میں ملوث تھا۔تیسرا یہ کہ اس نے مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کی حرمت پامال کی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سمیت ہزاروں مسلمانوں کا قتل عام کیا۔

......﴾سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عظمت وصحابیت کی آڑ میں ''فسقِ یزید'' سے انکار، یا ''فسقِ یزید'' کی آڑ میں امیر المؤمنین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین وتحقیر دونوں گمراہی ہیں۔واللہ اعلم [برصغیر میں اسلام کی آمد واشاعت.....ص 172]

تکبیر اولیٰ کا اہتمام

مدرسہ نصرۃ العلوم میں حفظ کے استاد اور قاری محمد عبداللہ صاحب کے صاحب زادے قاری محمد عبیداللہ عامر فرماتے ہیں ''میں نے 1984ء میں مدرسہ نصرۃ العلوم سے دورہ حدیث کیا، حدیث کے سبق میں کسی نے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کو طلباء کی شکایت لگائی کہ طلباء نماز میں سستی کرتے ہیں، اس پر حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا میرا یہاں گھر نہیں ہے۔اگر میں یہاں رہتا ہوتا تو پھر دیکھتا کہ طلباء نماز میں کیسے سستی اور کوتاہی کرتے ہیں اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے فرمایا: ''الحمد للہ 53 برس سے میری تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔'' کہنا اور سننا آسان ہے مگر 53 برس تکبیر اولیٰ کا اہتمام ہم جیسوں کے لیے ناممکن ہے، یہ بات حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے 1984ء کو بیان کی اس کے بعد جب تک صحت ٹھیک رہی اور حضرت مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے آتے رہے۔اس وقت تک نماز کا باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ اہتمام فرماتے رہے۔

1984ء کے بعد اگر حضرت کی صحت کا باقی زمانہ بھی شامل کرلیا جائے تو کل 70 برس بنتے ہیں، 70 برس تک تکبیر اولی کا اہتمام، اسی کی برکت تھی کہ حضرت کی تقریر اور تحریر میں اتنا اثر تھا کہ ہزاروں لوگوں کی زندگیوں میں کتب کے مطالعہ سے انقلاب آیا اور شرک وبدعت اور باطل نظریات سے توبہ کی۔